تزکیۂ نفس اور قلب کو یادِ الٰہی میں مشغول کرنے کا لاجواب تحفہ

تحفۂ کلیمی

مُصنّف

عزیزِ ملّت محمد عبدُالعزیز کلیمی چشتی

مکتبہ نعیمیہ دھلی

تزکیہ نفس اور قلب کو یادِ الٰہی میں مشغول کرنے کا لاجواب تحفہ

تحفۂ کلیمی

مُصنّف

عزیزِ ملت محمد عبد العزیز کلیمی چشتی

باہتمام

جناب مولانا بلال حسین کلیمی مانک چک مالدہ

جناب مولانا قاری عبد العزیز کلیمی راج محل صاحب گنج

جملہ حقوق کمپوزنگ و کتابت بحق ناشر محفوظ

نام کتاب : **تحفۂ کلیمی**

مصنف : **عزیز ملت محمد عبد العزیز کلیمی**

خادم الجامعۃ الچشتیہ میران پور کٹرہ شریف، یوپی

ناشر : مولانا قاری محمد عبد العزیز کلیمی راج محل صاحب گنج

مولانا بلال حسین کلیمی مانک چک مالدہ

کمپوزنگ : کامل احمد نعیمی رابطہ نمبر: 09560441537

صفحات :

تعداد : ایک ہزار (1000)

اشاعت اول : یکم جنوری ۲۰۱۲

نوٹ : جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں۔

ملنے کے پتے:

سعید بک ڈپو : نیو مارکیٹ کلیا چک مالدہ بنگال

کلیمیہ بک ڈپو : چاندنی مارکیٹ کلیا چک مالدہ بنگال

اسلامیہ بک ڈپو : کلیا چک مالدہ بنگال (مسجد کے سامنے)

حسینیہ بک ڈپو : غریب نواز مشن دریاپور کلیا چک مالدہ

مستان بک ڈپو : دار العلوم گلشن کلیمی پھولبڑیا راج محل صاحب گنج

انتساب

تمام اکابرین ملت مجتہدین امت علماء اہلسنت جن کے قلمدان کی مقدس روشنائی شہدائے کرام کے مبارک لہو کا درجہ رکھتی ہے بالخصوص ناصر اہلسنت زبدۃ الاصفیاء تاج الاتقیاء حضور سید شاہ محمد حسین کلیمیؒ المعروف حضور دولہا میاں کلیمی علیہ الرحمۃ اور شہزادۂ حضور دولہا میاں سراج ملت دافع ظلمت پیکر رشد وہدایت تاج العرفاء حضور سید شاہ خواجہ مسرور احمد کلیمی چشتی القادری علیہ الرحمۃ والرضوان میران پور کٹرہ شریف۔ شاہجہاں پور یوپی جنہوں نے خصوصاً سرزمین بنگال میں پچاس سے زائد دینی ادارے قائم کر رکھے ہیں۔ جن میں ہم جیسے نادانوں کو علم وعمل کے جامہ سے مزین کر کے لائق وفائق بنایا جاتا ہے انہیں کے نام میں اس محنت وکاوش کو منسوب کرتا ہوں۔

احقر

عبد العزیز کلیمی

خادم الجامعۃ الچشتیہ میران پور کٹرہ شریف

شاہجہانپور، یوپی

فہرست

عنوان	صفحہ
الفاظ تشکر	۱۰
ذکر الٰہی	۱۲
ذکر کے متعلق ارشادات ربانی	۱۳
ذکر کے متعلق ارشادات رسول ﷺ	۱۴
رات دن ذکر کرنے کا اجر	۱۵
گفتگو میں ذکر کرنے کی تاکید	۱۶
بعد نماز عصر و فجر ذکر الٰہی کی تاکید	۱۷
ذرہ ذرہ اللہ کا ذکر کرتا ہے	۱۸
میدان حشر میں ذاکرین کا مقام	۱۹
ذاکرین کا مخصوص انعام	۲۰
تقدیر بدل گئی	۲۲
آگ نہیں جلائی	۲۴
مخلوق قدم چومنے لگی	۲۴
ذکر نہ کرنا خسارا ہے	۲۶
ذکر نہ کرنا خسارا ہے حدیث کی روشنی میں	۲۸
چالیس سال تک روٹی نہیں چبائی	۲۹
بلند آواز سے ذکر کرنے کی قرآنی دلائل	۳۰
بلند آواز سے ذکر کرنے پر احادیث سے دلائل	۳۱
بلند آواز سے ذکر کرنے کا رشید احمد گنگوہی صاحب سے ثبوت	۳۴
بلند آواز سے ذکر کرنے کا تھانوی صاحب سے ثبوت	۳۵
کلمۂ طیبہ کی فضیلت	۳۶
کلمۂ طیبہ لاثانی ہے	۳۷
شتر بیٹیوں کا قاتل بخشا گیا	۳۸
ننانوے دفتر	۳۹
رضائے الٰہی کے لئے ذکر کا اجر	۴۰
کلمہ شریف پڑھنے کا اجر	۴۱
امت محمدی پر مخصوص انعام	۴۱
کلمۂ طیبہ بے بہا دولت ہے	۴۲
بخشش کا بہانہ	۴۲
تسبیح کی تعریف و تحقیق	۴۳
شرائط قبول تسبیح	۴۳

ہر اعمال کے لئے شرائط	۴۴
اسم اور عمل کے اثر کا طریقہ	۴۴
توفیق الٰہی کا حصول	۴۵
شہوتِ طبعی معدوم کرنے کا طریقہ	۴۵
اقسام ذکر	۴۶
خطرات ذکر	۴۶
خطرۂ شیطانی	۴۷
خطرۂ نفسانی	۴۷
خطرہ ملکی	۴۷
خطرۂ رحمانی	۴۷
ہدایت	۴۷
آداب ذکر	۴۸
دوران ذکر کے آداب	۴۸
ذکر کے بعد کے آداب	۴۸
سلسلہ چشتیہ میں ذکر کرنے کا طریقہ	۴۹
ترتیب ذکر	۴۹
ذکر دوضربی	۵۰
ذکر احاطہ	۵۰
ذکر برائے دفع مرض	۵۰
ذکر جلی وخفی	۵۰
طریقۂ ذکر جلی	۵۱
ذکر خفی	۵۱
طریقۂ ذکر خفی	۵۲
ایک اعتراض	۵۲
ذکر حدادی	۵۲
پاس انفاس (ذکر لا الہ الا اللہ)	۵۳
پاس انفاس (ذکر اللہ)	۵۳
اختصار ذکر کلمۂ طیبہ	۵۴
ذکر ناسوتی وملکوتی وجبروتی ولاہوتی	۵۴
چلتے پھرتے ذکر کرنا	۵۴
ذکر اجابت الدعوات	۵۴
ذکر کشف القبور	۵۴
ذکر کشف الروح	۵۵
پانچ عادتیں	۵۵
مراقبہ	۵۵
طریقہ مراقبہ	۵۶
ہمت شیخ	۵۶
احتیاج شیخ	۵۷
شیخ کامل کے ملنے کی دعا	۵۸
طریقۂ چلہ	۵۸
صلوٰۃ کن فیکون	۵۹
فائدہ	۶۰

اعتراض	٦٠
وظائف نافعہ	٦١
الباقیات الصالحات	٦١
صفائی قلب	٦٢
وسوسوں کے علاج	٦٢
دفع رنجیدگی کے لئے	٦٣
ننانوے بیماریوں کی دوا	٦٣
گناہوں کے معافی کے لئے	٦٣
سیدالاستغفار	٦٣
زبان پر ہلکے میزان پر بھاری	٦٤
ادائے قرض کے لئے	٦٤
نماز حاجت	٦٥
مجلس سے اٹھنے کی دعا	٦٥
اگر کسی کا وظیفہ چھوٹ جائے	٦٥
قوت حافظہ کے لئے	٦٦
فوائد اسمائے باری تعالیٰ	٦٦
ریاکاری	٦٧
ریاکاری کی سزا	٦٩
ریاکار جنت سے محروم	٧٠
نیت کن برکت	٧١
عجیب دیوانہ	٧٢
☆☆☆	

تاثر

بقلم: جامع معقولات ومنقولات علامہ مولانا مفتی **محمد ممتاز حسین** حبیبی طال اللہ عمرہ
شیخ الحدیث جامعہ قادریہ مظہر العلوم علی پور کلیا چک مالدہ

نحمدك يا من شرح صدور المؤمنين بضياء الايمان و زين قلوبهم بالذكر و معرفة الفيضان والصلوة والسلام على حبيب الرحمان و على اله و اصحابه المتفكرين فى الدين والاسلام۔ اما بعد !

صفاء قلوب واذہان کے لئے اور نفوس کو مقدس بنانے کے لئے اذکار و وظائف کے تعلق سے جو ہر طرح کے عملیات کو شامل ہو جس پر عمل کرنے سے لوگوں کے دل و دماغ منور و مجلی ہو جائے ایسی کتاب کی شدت سے ضرورت محسوس کی جارہی تھی عزیزم مولانا المحترم محمد عبدالعزیز کلیمی سلمہ القوی نے بکھرے ہوئے مضامین کو بہترین ترتیب دے کر ایک کتاب میں جمع کر کے ذاکرین و عاملین کی خدمت میں ایک انمول تحفہ پیش کیا اس کتاب کو میں نے شروع سے آخر تک بالاستعاب مطالعہ کیا جس کو عوام و خواص کے لئے مفید اور لائق عمل پایا مولی تعالی موصوف کی محنت و کاوش کو مقبول عام بنائے اس کے فوائد کو عام اور تام فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین و على اله افضل الصلوٰت والتسليمات۔

خاک پائے حبیب:

محمد ممتاز حسین حبیبی

خادم جامعہ قادریہ مظہر العلوم علی پور کلیا چک مالدہ بنگال

۲۰ رمضان المبارک ۱۴۲۸ھ

تقریظ

ماہر علم وفن دافع فتن استاذ ناالکریم

حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد عبدالخالق اشرفی تغمدہ اللہ تعالیٰ بغفرانہ

صدرالمدرسین دارالعلوم گلشن کلیمی پھولڑیاراج محل صاحب گنج جھارکھنڈ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی سید

المرسلین وآلہ و اصحابہ اجمعین

امابعد!

روح کی اصل غذا ذکرالٰہی ہے تذکیۂ نفوس، طمانیت قلوب اور معرفت خداوندی کے جملہ منازل ومعارج کے حصول کا افضل ترین ذریعہ ہے۔صوفیاءکرام بزرگان عظام اس کے لئے کچھ آداب وقوانین وضع کئے جن پر عمل پیرا ہونے سے بہت جلد منزل مقصود تک رسائی ہو جاتی ہے اعزوارشد فاضل نوجوان مولانا محمد عبدالعزیز کلیمی سلمہ العزیز نے اس موضوع پر قلم اٹھایا اور طالبان مولا کی خدمات میں نہایت ہی مفید وعمدہ تحفہ بنام تحفۂ کلیمی پیش کیا جو موصوف کی اولین تصنیف ہے۔

عزیزم موصوف دارالعلوم گلشن کلیمی کے خرمن علم وادب کے خوشہ چیں میں سے ہیں از ابتداء تا سادسہ اسی جام کلیمی سے سیراب ہوئے ہیں۔ بچپن ہی سے ذہین وفطین اور محنت کش تھے قلم وقرطاس سے ہمیشہ لگاؤ رہا۔ میں ان کی لگن کو دیکھ کر اکثر گنگناتا تھا۔

بہر کارے کہ کمر بستہ شود

اگر خار بود گلدستہ شود

مولیٰ عزوجل عزیزم موصوف کے ذہن وفکر میں مزید جلا بخشے زبان میں شیرینی بیان میں عمدگی اور قلمی قوت سے بہرہ ور فرمائے اور تحفۂ کلیمی کو قبول فرما کر نافع الخلائق بنائے۔

آمین بجاہ حبیبہ الکریم علیہ افضل الصلوۃ واکمل التسلیم والہ و اصحابہ اجمعین۔

المحتاج الی مولاہ الغنی

محمد عبدالخالق اشرفی قادری

خادم علماء وطلباء دارالعلوم گلشن کلیمی پھولبڑیا راج محل

۶ رشوال المکرّم ۱۴۲۸ھ بمطابق ۱۹؍ اکتوبر ۲۰۰۷ء

الفاظ تشکر

نحمده و نصلی علی حبیب الکریم

اس خاکدان گیتی میں ہر طرف ظلم و بربریت کا شعلہ موجزن ہے اسلامی تہذیب و تمدن سے لوگ کوسوں دور چلے جارہے ہیں اور مغربی تہذیب وتمدن اور دنیاوی عیش و عشرت ہی کو مقصد حیات سمجھنے لگے ہیں اور تخلیق حیات کے اصل مقصد کو فراموش کر بیٹھے ہیں۔حالانکہ تخلیق انسانیت کا واحد مقصد عبادت الٰہی ہی ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ۔ لہذا ان حالتوں کے پیش نظر میرے ذہن ودماغ نے یہ کہا کہ اس وقت ایک ایسی کتاب کی ضرورت ہے جو مختصر ہو اور اس کو پڑھ کر انسان کا قلب وجگر خوف خدا سے آلودہ ہو کر عبادت الٰہی کی طرف راغب ہو۔ نیز بزرگان دین کے اشغال اوراوراد و وظائف پر بھی مشتمل ہو جو تزکیۂ نفس کے لئے مفید ہو۔ چنانچہ میں اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بھروسہ کرتے ہوئے اور بزرگان دین کی دعاؤں کا سہارا لیتے ہوئے قلم اٹھایا اور اس کتاب کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ سب سے پہلے میں پیر طریقت رہبر شریعت سیدی و مرشدی حضور سید شاہ خواجہ مسعود احمد کلیمی طال اللہ عمرہ کا ممنون و مشکور ہوں کہ جن کی نگاہ کرم نے مجھے جہالت کی تاریکیوں سے نکال کر علم وعمل کی راہ پر گامزن فرمایا اور سلسلۂ عالیہ چشتیہ جیسے متبرک سلسلہ میں داخل بیعت فرمایا۔ بعدہ مخزن علم وفن استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد ممتاز حسین حبیبی مدظلہ النورانی راج محل جھارکھنڈ کے ہم دل کی گہرائیوں سے ممنون کرم ہیں کہ انہوں نے اپنی عدیم الفرصتی کے باوجود اس کتاب کی تصحیح فرما کر ایک تاثر تحریر کر کے کتاب کو مستند بنادی۔ ساتھ ساتھ تمام اساتذۂ کرام خصوصاً خطیب البراہین جامع معقولات ومنقولات استاذی المشفق حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالخالق اشرفی شیخ الحدیث

دار العلوم گلشن کلیمی پھولٹہ یاراج محل جھارکھنڈ کے تہہ دل سے شکر گزار ہوں جن کے سایۂ کرم اور محنت ومشقت ہی نے اس ناچیز کو میدان علم وعمل میں چلنا سکھایا اور جب بھی قدم پھسلنے کا اندیشہ ہوا تو آہ! کہہ کے ہاتھ تھاما اور اوقات درس کے سوا بھی اسباق کی تفہیم میں کبھی کوتاہی نہیں کی والدین کی طرح ہمیشہ دست شفقت سر پر رکھا اور نیک مشورے سے نوازا۔ نیز حافظ وقاری جناب محمد شفیق الاسلام مدظلہ العالی مدرس مدرسہ چشم رحمت نبی نگر مالدہ کا بھی تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جنہوں نے قرآنی آیاتوں کی تخریج میں بڑی مدد فرمائی اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان حضرات کی عمر میں اضافہ فرمائے اور آفات ارضی وسماوی سے محفوظ و مامون رکھے اور خاتمہ بالخیر فرماکر اپنے جوار رحمت میں جگہ عنایت فرمائے امین۔ بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

احقر:

عبدالعزیز کلیمی

مانک چک مالدہ

ذکر الٰہی

ذکر کا مطلب بار بار یاد کرنا ہے لہذا اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور صفات کو دل میں یا زبان پر لانا ذکر الٰہی ہے۔ یعنی نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ کو یاد کرنا اور اس کی عبادت کے جو طریقے بحکم خداوندی بتائے ہیں ان کے مطابق خدا کو یاد کرنا ذکر الٰہی کہلاتا ہے۔ ذکر الٰہی کی کثرت سے ایمان میں تروتازگی اور اعمال میں استقامت پیدا ہوتی ہے اس لئے یہ ہر مسلمان مرد وزن چھوٹے اور بڑے کے لئے ضروری ہے کیوں کہ ذکر الٰہی انسانی زندگی کا اصل مقصد ہے۔ اور عبادت کی روح لہذا عبادت کی روح کو بحال رکھنے کے لئے بھی ذکر الٰہی از حد لازم وضروری ہے اس سے معلوم ہوا کہ تمام عبادت کا لب لباب اور اصل مقصد یاد الٰہی ہے لہذا اس عبادت میں پہلی فرض نماز کا بھی یہی مقصد ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری رہے ایسے ہی قرآن کریم پڑھنا بڑا افضل ہے کیوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اسی کے ذکر سے لبالب ہے اس کی تلاوت ہر دم اللہ تعالیٰ کے ذکر کو تازہ کرتی ہے ایسے ہی روزہ میں نفسانی خواہشات کو مقررہ وقت کے لئے روکنے کا مقصد ذکر الٰہی کی طرف راغب کرنا ہے کیوں کہ روزہ انسانی دل اور نفس میں پاکیزگی پیدا کرتا ہے اور دل کو اس قابل بنا دیتا ہے کہ دل میں یاد الٰہی قرار پکڑ سکے کیوں کہ دل جب لذات نفسی میں گھرا ہو تو وہ ذکر الٰہی میں قرار نہیں پکڑ سکتا ایسے ہی حج خانہ خداوندی اور مقامات مقدسہ پر حاضر ہو کر یاد الٰہی میں تازگی پیدا کرنا ہے الغرض معلوم ہوا کہ تمام عبادات کا اصل مقصد ذکر الٰہی ہے اور ہر عبادت میں کسی نہ کسی صورت میں یاد الٰہی کا راز پوشیدہ ہے۔

دین اسلام کا کلمہ یعنی **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** عین ذکر الٰہی ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے معبود ہونے کا اقرار ہی ذکر کا مقصود ہے کلمہ کے علاوہ جتنی عبادات ہیں وہ اس

کی تاکیدیں ہیں کیوں کہ ذکر الٰہی ایک ایسی بھٹی ہے جو ہر طرح کے میل کچیل کو دور کر دیتی اور ذکر بندے کو حقیقی معنوں میں اس راستے پر گامزن کرتا ہے جس پر چل کر بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیانی حجاب دور ہو جاتے ہیں اور اللہ اپنے بندے پر ہر طرح سے راضی ہو جاتا ہے اور اللہ جب اپنے بندے پر خوش ہو جاتا ہے تو وہ اسے دین و دنیا میں اپنی رحمتوں سے مالا مال کر کے اس کا نام بلند و بالا کر دیتا ہے اور یہی مقصد حیات ہے۔ ذکر الٰہی سب سے اعلیٰ بندگی ہے ذکر شان بندگی ہے ذکر لذت آہ سحر گاہی ہے ذکر کوئے یار کی گدائی ہے ذکر اللہ سے دوستی ہے ذکر قبر کی روشنی ہے ذکر مردہ دلوں کی زندگی ہے۔ ذکر آئینۂ مسلمانی ہے ذکر دل کی فرحت و مسرت ہے ذکر ایمان کی حلاوت ہے ذکر رہنمائے جنت ہے ذکر ذریعۂ نجات ہے ذکر شراب معرفت ہے ذکر نغمۂ بہار ہے ذکر انسانی ضمیر کی آواز ہے ذکر حصول رضائے الٰہی کا ذریعہ ہے ذکر نوائے شوق کا بے تاب تراز ہے ذکر باغ بہشت کا پروانہ ہے ذکر حب الٰہی کا خزانہ ہے گویا ذکر ایسی دولت ہے جسے پا کر انسان بے نیاز ہو جاتا ہے۔

ذکر کے متعلق ارشادات ربانی

وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ (سورہ عنکبوت پ۲۱ ع۱)

اور بیشک اللہ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ جانتا ہے

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا وَسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۔ (پ۲۲ ع۴)

اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ کا خوب کثرت سے ذکر کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح بیان کرو

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّامَا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى۔

(سورۂ اسرائیل ۱۱۰)

آپ فرما دیجئے کہ خواہ اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر پکارو جس نام سے بھی پکارو گے (وہی بہت ہے) کیوں کہ اس کے لئے بہت اچھے اچھے نام ہیں۔

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ۔ (سورۂ آل عمران ۱۴۱ پ۳ ع۱۲)

اور کثرت سے اپنے رب کو یاد کیجئے اور صبح و شام تسبیح کیجئے۔

ذکر کے متعلق ارشادات رسول ﷺ

اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بارے میں احادیث کریمہ کثرت سے ہیں جن میں بار بار یہی تاکید کی گئی ہے کہ ذکر الٰہی کو ہر حال میں جاری رکھا جائے کیوں کہ اسی میں انسانیت کی فلاح اور نجات ہے۔ چند احادیث کریمہ ملاحظہ ہوں۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ اَنَّ رَجُلاً قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ شَرَائِعَ الْاِسْلَامِ قَدْ كَثُرَتْ عَلَیَّ فَاَخْبِرْنِیْ بِشَیْءٍ اَتَشَبَّثُ بِهٖ قَالَ لَا یَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ (ترمذی شریف)

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ اسلام کے مجھ پہ بہت سے احکام ہیں آپ مجھے ایسی بات بتادیں جس پر میں تکیہ کروں تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری زبان اللہ کی یاد میں ہمیشہ تر رہے۔

یوں تو ہر مسلمان کے لئے شریعت کے تمام احکامات کو بجا لانا ضروری ہے لیکن ذکر الٰہی ایک ایسا کام ہے کہ جو ہر وقت ہوسکتا ہے دنیا کے دوسرے کام انجام دیتے ہوئے بھی انسان اپنے دل اور زبان کو ذکر الٰہی میں مشغول رکھ سکتا ہے اس لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنی زبان پر ہمیشہ ذکر الٰہی جاری رکھو۔ لہذا ہر مسلمان کو اس بات پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرنی چاہئے کیوں کہ یہ بے بہا دولت ہے۔ مثلاً کسی نے پوچھا بھئی کیسے ہو؟ تو اس کے جواب میں کہئے الحمد للہ بخیر ہوں۔ کیوں کہ اپنی حالت کیسی بھی ہو ہر حالت میں خدا کی حمد و ثنا بیان کرنا چاہئے اس لئے کہ بندوں پر خدا تعالیٰ کے نعم بے شمار ہیں اور اگر آئندہ کسی چیز کے بارے میں سوال کرے مثلاً کوئی پوچھے جناب یہ کام کرو گے؟ تو اس کے جواب میں کہے انشاء اللہ کرونگا اور چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے اپنی زبان پر الحمد

للہ، سبحان اللہ، اللہ اکبر وغیرہ کا ورد رکھے۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عیسیٰ اور حضرت یحیٰ علیہما السلام اکٹھے بازار میں جا رہے تھے ایک عورت نے اسے زور سے ہٹایا حضرت یحیٰ علیہ السلام نے کہا کہ خدا کی قسم مجھے اس کا پتہ ہی نہ چلا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا اے خالہ کے بیٹے! اگر میرا دل ایک لمحہ بھی غیر خدا سے متعلق ہو جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ میں نے اپنے رب کو پہچانا ہی نہیں اسی لئے کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے۔

دیوانہ کی نظروں کو جہاں دیکھ رہا ہے
دیوانہ خدا جانے کہاں دیکھ رہا ہے

زہر الریاض میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک عزیز دوست تھا ایک دن آپ سے کہنے لگا اے موسیٰ! میرے لئے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی معرفت عطا فرمائے آپ نے دعا کی اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور وہ دوست آبادی سے کنارہ کش ہو کر پہاڑوں میں وحوش کے ساتھ رہنے لگا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے نہیں پایا تو رب تعالیٰ سے التجاء کی الٰہی میرا وہ دوست کہاں گیا؟ رب تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! جو مجھے صحیح معنوں میں پہچان لیتا ہے وہ مخلوق کی دوستی کبھی پسند نہیں کرتا (اسلئے اس نے تمہاری اور مخلوق کی دوستی کو ترک کر دیا ہے)

رات دن ذکر کرنے کا اجر

جو لوگ رات اور دن میں اللہ عز وجل کا ذکر کرتے ہیں اسے اللہ تعالیٰ ایسے امر عظیم سے نوازتا ہے جس کا انسان تصور بھی نہیں کر سکتا حضرت جابر ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معراج کی رات جب مجھے آسمان کی طرف بلند کیا گیا تو میں وہاں ایک نور کا شہر دیکھا جو دنیا سے ہزار گنا بڑا تھا اور عرش کے نیچے نور کی زنجیروں سے لٹکایا گیا تھا اس کے لئے ایک لاکھ دروازے تھے ہر دروازے کے

سامنے اللہ کی رحمت سے آراستہ ایک باغ تھا اور ہر باغ میں نور کا ایک محل تھا اور ہر محل میں نور کا ایک بالا خانہ تھا اور ہر بالا خانہ میں نور کا ایک حجرہ تھا اور ہر حجرے میں نور کا ایک مقام تھا ہر مقام کے اوپر نور کا ایک کمرہ تھا ہر کمرے کے چار سو دروازے تھے ہر دروازے کے دو کواڑ تھے ایک سونے کا اور دوسرا چاندی کا اور ہر دروازے کے سامنے نور کا ایک پلنگ بچھا ہوا تھا اور ان میں سے ہر ایک کے اوپر نورانی بستر تھے اور ہر بستر پر موٹی سرمگیں آنکھوں والی گورے رنگ کی حوروں میں سے ایک ایک کنیز تھی اور اس کنیز کا جسم اس طرح روشن تھا کہ اگر وہ اپنی ایک چھوٹی انگلی اس دنیا میں ظاہر کر دے تو اس کا نور سورج اور چاند پر غالب آجائے۔ تو میں نے پوچھا کہ یہ سب کس ہستی کے لئے ہیں اے میرے پروردگار کیا یہ کسی نبی کے اعزاز کے لئے ہے یا کسی صدیق کے عطا کرنے کے لئے ہے تو اللہ نے ارشاد فرمایا یہ سب انعامات ان لوگوں کے لئے ہیں جو رات و دن میرے ذکر میں رطب اللسان رہتے ہیں اور ان کے لئے اس کے علاوہ بھی میرے پاس بہت کچھ ہے اور میں انہیں اس سے بھی بہت زیادہ عطا کرونگا۔

گفتگو میں ذکر کرنے کی تاکید

وَعَنْ اِبْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُكْثِرُوْ الْكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ فَاِنَّ كَثْرَةَ الْكَلَامِ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ قَسْوَةٌ لِّلْقَلْبِ وَاِنَّ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ اللّٰهِ الْقَلْبُ الْقَاسِي۔ (ترمزی شریف)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی گفتگو ذکر الٰہی سے خالی نہ رکھو کیوں کہ تمہاری زیادہ گفتگو کا ذکر الٰہی سے خالی ہونا شقاوت قلبی کا سبب ہے اور سخت ولی اللہ سے دوری کا سبب ہوتی ہے۔

روز مرہ کی زندگی میں باہمی بات چیت کرتے ہوئے بھی اللہ تعالیٰ کا کسی نہ کسی صورت میں ذکر ضرور کرنا چاہئے اور ادھر ادھر کی باتیں کرنے سے ہمیشہ گریز کرنا چاہئے

کیوں کہ جس گفتگو میں اللہ تعالیٰ کا نام لیا جاتا ہے وہ گفتگو خدا کی پناہ میں آجاتی ہے اور اس طرح شیطانی وسائس کا خطرہ کم ہو جاتا ہے ورنہ اللہ کے ذکر کے بغیر گفتگو میں شیطان کو رخنہ اندازی کا موقع مل جاتا ہے جس سے وہ دلوں میں بغض وعداوت پیدا کر کے دلوں کو سخت کر دیتا ہے جو اللہ سے دوری کا باعث بنتی ہے اس لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گفتگو میں زیادہ تر اللہ کا نام استعمال کرنے کی تاکید کی ہے۔

بعد نماز عصر وفجر ذکر الٰہی کرنے کی تاکید

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْمَا يَذْكُرُ عَنْ رَبِّهٖ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اُذْكُرْنِىْ بَعْدَ الْعَصْرِ وَبَعْدَ الْفَجْرِ سَاعَةً اَكْفِيْكَ فِىْ مَا بَيْنَهُمَا (احمد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ تو صبح کی نماز کے بعد اور عصر کی نماز کے بعد تھوڑی دیر مجھے یاد کر لیا کرو میں درمیانی حصہ میں تیری کفایت کرونگا۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ ذکر کے لئے دو وقت یعنی صبح کی نماز کے بعد اور عصر کی نماز کے بعد کا وقت بڑا با برکت وقت ہے اس لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید کی ہے کہ ان دونوں اوقات میں اللہ کا ذکر کرنا چاہئے اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ کفایت کرے گا اس کے دیگر کاموں میں آسانی اور برکت پیدا کرے گا یہی بات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور حدیث میں یوں بیان فرمائی ہے کہ میں ایسی جماعت کے ساتھ بیٹھوں جو صبح کی نماز کے بعد آفتاب نکلنے تک اللہ کے ذکر میں مشغول ہو مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ چار عرب غلام آزاد کروں۔ اسی طرح ایسی جماعت کے ساتھ بیٹھوں جو عصر کی نماز کے بعد سے غروب آفتاب تک اللہ کے ذکر میں مشغول رہے زیادہ پسند ہے چار عرب غلام آزاد کرنے سے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں ایک جماعت کے ساتھ صبح کی نماز کے بعد سے آفتاب نکلنے تک ذکر میں رہوں یہ مجھے دنیا اور دنیا کی تمام

چیزوں سے زیادہ محبوب ہے اسی طرح عصر کی نماز کے بعد غروب آفتاب تک ایک جماعت کے ساتھ ذکر میں مشغول رہوں یہ دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے ایک اور حدیث میں ہے کہ جو شخص صبح کی نماز جماعت سے پڑھے پھر آفتاب نکلنے تک اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہے اور طلوع آفتاب کے بعد دو رکعت نفل پڑھے اس کو ایسا ثواب ملے گا جیسا کہ حج اور عمرہ پر ملتا ہے اور حج وعمرہ بھی وہ جو کامل ہو۔

ذرہ ذرہ اللہ کا ذکر کرتا ہے

صاحب نزہۃ المجالس نے ایک بزرگ کی حکایت نقل کی ہے کہ انہوں نے قرآن شریف کی یہ آیت پڑھی وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ (پ۱۵ع۵) ترجمہ: اور کوئی چیز نہیں جو اسے سراہتی ہوئی اس کی پاکی نہ بولے (کنزالایمان) تو اسکے دل میں خیال آیا کہ یہی بات ہے تو ان چیزوں کی آواز ہمیں سنائی کیوں نہیں دیتی؟ یہ خیال آتے ہی انہیں پیشاب کی حاجت ہوئی اور وہ لوٹے کی طرف لپکے تو لوٹے سے آواز آنے لگی۔ اللہ اللہ انہوں نے جو لوٹے سے اللہ تعالیٰ کا نام سنا تو شرما گئے کہ اس اللہ کا ذکر کرنے والے کو بیت الخلاء میں کیسے لے جاؤں یہ تو بے ادبی ہوگی پھر ڈھیلا اٹھانے بڑھے تو سب ڈھیلوں سے آواز آرہی تھی اللہ اللہ اللہ اب وہ حیران ہوگئے کہ ان ڈھیلوں کو بھی بیت الخلا میں کیسے لے جاسکتا ہوں جو اللہ اللہ کر رہے ہیں الغرض! وہ جس طرف بڑھتے ہر چیز سے اللہ اللہ کا ورد سنتے بڑے حیران و پریشان ہوئے کہ کیا کروں اتنے میں ہاتف غیبی کی آواز سنی کہ کچھ سمجھے؟ کہ ہم ان چیزوں کی آواز تمہارے کانوں کو اسی لئے نہیں سننے دیتے تاکہ تمہارے کاروبار بند نہ ہوجائے وہ بزرگ فوراً سجدے میں گر گئے اور اپنے وسوسۂ دل کی معافی مانگی (نزھۃ المجالس) یہ حقیقت ہے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کے ذکر میں منہمک ہیں حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں گلستان سعدی میں۔

بذکرش ہر چہ بینی در خروش است — دے داند دریں معنیٰ کہ گوش است
نہ بلبل بر گلش تسبیح خوان نیست — کہ ہر خارے بہ تسبیحش زبانیست

ترجمہ: اللہ کے ذکر سے ہر چیز بے خود ہے لیکن اس راز کو وہی سمجھ سکتا ہے جس کے کان حق آشنا ہیں

صرف بلبل ہی اپنے پھول پر تسبیح خواں نہیں۔ بلکہ ہر ایک کانٹا خود اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتا ہے۔ دوستو! دیکھا آپ نے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے لیکن ہم لوگ کس قدر ناداں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر طرح طرح کے انعامات فرمائے بے شمار نعمتیں عطا فرمائیں پھر بھی ہم اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کے ذکر سے غافل ہیں دیکھئے دنیا میں بھی یہ دستور ہے اور عقل کا تقاضا بھی کہ جس کا کھاؤ اسی کا گاؤ تو یوں بھی شکر نعمت کے طور پر ہے زیادہ سے زیادہ اللہ کا ذکر کرنا چاہئے چہ جائیکہ اس نے ہمیں ذکر کا حکم فرمایا ہے۔

میدان حشر میں ذاکرین کا مقام

عَنْ اَبِیْ الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم لَیَبْعَثَنَّ اللّٰہُ اَقْوَاماً یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فِیْ وُجُوْھِھِمِ النُّوْرُ عَلٰی مَنَابِرِ اللُّؤْلُؤِ یَغْبِطُھُمُ النَّاسُ لَیْسُوْ بِاَنْبِیَاءٍ وَلَا شُھَدَاءٍ فَقَالَ اَعْرَابِی حُلْھُمْ لَنَا نَعْرِفُھُمْ قَالَ ھُمُ الْمُتَحَابُّوْنَ فِیْ اللّٰہِ مِنْ قَبَائِلِ شَتّٰی وَبِلَادٍ شَتّٰی یَجْتَمِعُوْنَ عَلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ یَذْکُرُوْنَہ (طبرانی)

حضرات ابو درداء سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن اللہ جل شانہ بعض قوموں کا حشر اس طرح فرمائے گا کہ ان کے چہروں میں نور چمکتا ہوا ہوگا وہ موتیوں کے ممبروں پر ہونگے جس پر دوسرے لوگ رشک کریں گے وہ انبیاء اور شہدا نہیں ہونگے کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ ان کا حال بیان کر دیجئے کہ ہم ان کو پہچان لیں آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ لوگ ہوں گے جو اللہ کی محبت میں مختلف جگہوں سے مختلف خاندانوں سے آ کر ایک جگہ جمع ہو گئے ہوں اور اللہ کے ذکر میں مشغول ہوں۔

انسانیت کا سب سے بلند و بالا درجہ نبوت کا ہے اور یہ مرتبہ صرف انہیں حضرات کو ملا

جنہیں اللہ تعالیٰ نے منتخب کر کے نبی بنایا ایسے ہی شہداء کا مقام بھی قابل قدر و منزلت ہے قیامت کے روز کچھ لوگوں کو بلند مقام عطا کیا جائے گا اگر چہ وہ لوگ نہ انبیاء ہوں گے اور نہ ہی شہداء لیکن اللہ سبحانہ ان انبیاء اور شہداء کے بین بین عزت افزائی کرے گا انہیں یہ اعزاز ان کے اعمال صالحہ اور ذکر الٰہی کی وجہ سے ہوگا۔ اس حدیث میں نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے تین اوصاف بیان کئے ہیں ان کا پہلا وصف یہ ہے کہ ان میں اللہ تعالیٰ کی محبت والفت ہوتی ہے ان کا دوسرا وصف یہ ہے یہ وہ اللہ کی محبت کی خاطر دور دراز سے آکر ایک مقام میں جمع ہوتے ہیں۔ اور ان کا تیسرا وصف یہ ہے کہ وہ ذکر الٰہی میں مستغرق رہتے ہیں۔ ان تینوں اوصاف کی بنا پر اللہ تعالیٰ انہیں روز قیامت وہ انعامات عطا فرمائے گا جسے لوگ دیکھتے رہ جائیں گے۔

ذاکرین کا مخصوص انعام

ذاکرین کرام اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت زیادہ پسند ہیں کیوں کہ جو اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے انعام واکرام کا حقدار بن جاتا ہے اس لئے آخرت میں اہل ذکر کو بخشش کی صورت میں خصوصی انعام ملے گا اور وہ ان کے ذکر کا اجر ہوگا کیوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذاکرین کے متعلق ملائکہ کی جانب سے حوصلہ افزا سلوک کے متعلق حسب ذیل فرمایا ہے! طوالت کے خوف سے صرف ترجمہ تحریر کرتا ہوں ملاحظہ ہوں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے ذکر کرنے والوں کو راستے میں تلاش کرتے ہیں اور جب انہیں ذکر الٰہی کرنے والے لوگ مل جاتے ہیں تو وہ ندا کرتے ہیں آؤ تمہاری مراد پوری ہو گئی ذکر کرنے والے مل گئے ہیں نبی علیہ السلام نے فرمایا پھر فرشتے ان ذاکرین کو آسمان تک اپنے پروں میں ڈھانپ لیتے ہیں آپ نے فرمایا پھر رب کریم فرشتوں سے ان کے بارے میں دریافت کرتا ہے کہ میرے بندے کیا کر رہے ہیں حالانکہ وہ فرشتوں سے زیادہ

جانتا ہے فرشتے عرض کرتے ہیں وہ تیری تسبیح وتہلیل تحمید وتکبیر اور تیری بزرگی کا تذکرہ کر رہے ہیں نبی علیہ السلام نے فرمایا پھر رب کریم فرشتوں سے فرماتا ہے کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ نبی علیہ السلام نے فرمایا فرشتے جواب دیتے ہیں تیری ذات کی قسم انہوں نے تجھے نہیں دیکھا ہے نبی علیہ السلام نے فرمایا تب ان سے رب تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا نبی علیہ السلام نے فرمایا فرشتے جواب دیتے ہیں رب کریم اگر وہ تجھے دیکھ لیتے تو وہ تیری زیادہ عبادت کرتے تسبیح زیادہ پڑھتے اور عظمت زیادہ بیان کرتے نبی علیہ السلام فرماتے تھے رب کریم فرشتوں سے فرماتا ہے وہ رب سے کیا مانگ رہے ہیں فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ جنت کے سوالی ہیں رب کریم فرماتا ہے کیا وہ جنت کو دیکھا ہے؟ نبی علیہ السلام نے فرمایا فرشتے کہتے ہیں تیری ذات اقدس کی قسم انہوں نے جنت کو نہیں دیکھا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے تو اس کی طلب میں اور زیادہ حریص ہوتے اور اس کی طلب میں زیادہ سے زیادہ کوشش کرتے اور بہت زیادہ رغبت کا اظہار کرتے نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس کے علاوہ بندے کیا کر رہے ہیں فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ پناہ مانگ رہے ہیں رب کریم دریافت فرماتا ہے کس چیز سے پناہ مانگ رہے ہیں فرشتے جواب دیتے ہیں دوزخ سے رب کریم فرماتا ہے کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے فرشتے کہتے ہیں خدا کی قسم انہوں نے دوزخ کو نہیں دیکھا ہے تب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا فرشتے کہتے ہیں اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیتے تو اس سے بہت زیادہ فرار حاصل کرتے اور اس سے بہت ڈرتے تب رب تعالیٰ فرماتا ہے تم سب گواہ ہو جاؤ! کہ میں نے ان کی مغفرت کر دی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اس وقت ایک فرشتہ رب تعالیٰ سے عرض کرتا ہے کہ ان لوگوں میں ایک شخص ایسا بھی ہے جو ذکر کرنے والوں میں شامل نہیں وہ ان کے پاس کسی کام سے آیا تھا اور بیٹھ گیا رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ ذکر کرنے والوں کے ساتھ بیٹھنے والا بھی محروم اور کم نصیب نہیں ہے۔ (بخاری شریف ج ۲ صفحہ ۹۴۸) دوستو! اس حدیث پاک میں اس بات کی وضاحت

ہوگئی کہ اتفاقاً اگر کوئی شخص اہل ذکر کی محفل سے گزر رہا ہو اور وہ محفل میں شامل ہو جائے تو بھی اللہ تعالیٰ اس کو اجر عطا فرمائے گا اسی لئے تو شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

صحبت صالح ترا صالح کند　　صحبت طالح ترا طالح کند

ترجمہ: نیکوں کی صحبت تجھے نیک بناتی ہے۔اور بروں کی صحبت تجھے برا بناتی ہے۔

تقدیر بدل گئی

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے اور غلاموں میں سب سے پہلے مسلمان ہونے والوں میں سے تھے آپ زمانہ جاہلیت میں نھیال جا رہے تھے بنو قیس نے اس قافلے کو لوٹ لیا اور آپ کو مکہ شریف میں لاکر بیچ دیا حکیم ابن حزام نے اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے لئے انہیں خرید لیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت خدیجہ الکبری رضی اللہ عنہا سے ہوا تو انہوں نے حضرت زید بن حارثہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کیا۔

ادھر حضرت زید کے والد محترم ان کے فراق میں تڑپ رہے تھے اور روتے ہوئے ڈھونڈتے پھرتے تھے اتفاق سے ان کی قوم کے چند لوگ حج بیت اللہ کے لئے مکہ شریف پہنچے ان لوگوں نے حضرت زید کو پہچان لیا اور ان کے باپ کا سارا حال سنایا حضرت زید نے بھی اپنی خیر خبر ان لوگوں کے ہاتھ بھیجی اور اپنا پتہ بتایا۔ حج سے فارغ ہو کر ان لوگوں نے جا کر حضرت زید کی خیر خبر ان کے باپ کو سنائی اور ان کا پتہ بتایا۔ جیسے ہی معلوم ہوتا ہے کہ زید مکہ میں ہے ان کے باپ اور چچا فدیہ کی رقم لے کر ان کو غلامی سے چھڑانے کی خاطر مکہ شریف پہنچ جاتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں اے ہاشم کی اولاد! اے اپنی قوم کے سردار! تم لوگ اللہ کے گھر کے پڑوسی ہو تم لوگ حرم شریف کے رہنے والے ہو تم لوگ خود قیدیوں کو رہا کراتے ہو بھوکوں کو کھانا کھلاتے ہو حاجت مندوں کی حاجت پوری کرتے ہو ہم اپنے بیٹے زید کے لئے تمہارے پاس آئے

جانتا ہے فرشتے عرض کرتے ہیں وہ تیری تسبیح وتہلیل تحمید وتکبیر اور تیری بزرگی کا تذکرہ کر رہے ہیں نبی علیہ السلام نے فرمایا پھر رب کریم فرشتوں سے فرماتا ہے کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ نبی علیہ السلام نے فرمایا فرشتے جواب دیتے ہیں تیری ذات کی قسم انہوں نے تجھے نہیں دیکھا ہے نبی علیہ السلام نے فرمایا تب ان سے رب تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا نبی علیہ السلام نے فرمایا فرشتے جواب دیتے ہیں رب کریم اگر وہ تجھے دیکھ لیتے تو وہ تیری زیادہ عبادت کرتے تسبیح زیادہ پڑھتے اور عظمت زیادہ بیان کرتے نبی علیہ السلام فرماتے تھے رب کریم فرشتوں سے فرماتا ہے وہ رب سے کیا مانگ رہے ہیں فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ جنت کے سوالی ہیں رب کریم فرماتا ہے کیا وہ جنت کو دیکھا ہے؟ نبی علیہ السلام نے فرمایا فرشتے کہتے ہیں تیری ذات اقدس کی قسم انہوں نے جنت کو نہیں دیکھا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے تو اس کی طلب میں اور زیادہ حریص ہوتے اور اس کی طلب میں زیادہ سے زیادہ کوشش کرتے اور بہت زیادہ رغبت کا اظہار کرتے نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس کے علاوہ بندے کیا کر رہے ہیں فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ پناہ مانگ رہے ہیں رب کریم دریافت فرماتا ہے کس چیز سے پناہ مانگ رہے ہیں فرشتے جواب دیتے ہیں دوزخ سے رب کریم فرماتا ہے کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے فرشتے کہتے ہیں خدا کی قسم انہوں نے دوزخ کو نہیں دیکھا ہے تب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا فرشتے کہتے ہیں اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیتے تو اس سے بہت زیادہ فرار حاصل کرتے اور اس سے بہت ڈرتے تب رب تعالیٰ فرماتا ہے تم سب گواہ ہو جاؤ! کہ میں نے ان کی مغفرت کر دی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اس وقت ایک فرشتہ رب تعالیٰ سے عرض کرتا ہے کہ ان لوگوں میں ایک شخص ایسا بھی ہے جو ذکر کرنے والوں میں شامل نہیں وہ ان کے پاس کسی کام سے آیا تھا اور بیٹھ گیا رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ ذکر کرنے والوں کے ساتھ بیٹھنے والا بھی محروم اور کم نصیب نہیں ہے۔ (بخاری شریف ج ۲ صفحہ ۹۴۸) دوستو! اس حدیث پاک میں اس بات کی وضاحت

ہوگئی کہ اتفاقاً اگر کوئی شخص اہل ذکر کی محفل سے گزر رہا ہو اور وہ محفل میں شامل ہو جائے تو بھی اللہ تعالیٰ اس کو اجر عطا فرمائے گا اسی لئے تو شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

صحبت صالح ترا صالح کند صحبت طالح ترا طالح کند

ترجمہ: نیکوں کی صحبت تجھے نیک بناتی ہے۔اور بروں کی صحبت تجھے برا بناتی ہے۔

تقدیر بدل گئی

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے اور غلاموں میں سب سے پہلے مسلمان ہونے والوں میں سے تھے آپ زمانہ جاہلیت میں نھیال جارہے تھے بنوقیس نے اس قافلے کو لوٹ لیا اور آپ کو مکہ شریف میں لاکر بیچ دیا حکیم ابن حزام نے اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے لئے انہیں خرید لیا۔جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت خدیجہ الکبری رضی اللہ عنہا سے ہوا تو انہوں نے حضرت زید بن حارثہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کیا۔

ادھر حضرت زید کے والد محترم ان کے فراق میں تڑپ رہے تھے اور روتے ہوئے ڈھونڈتے پھرتے تھے اتفاق سے ان کی قوم کے چند لوگ حج بیت اللہ کے لئے مکہ شریف پہنچے ان لوگوں نے حضرت زید کو پہچان لیا اور ان کے باپ کا سارا حال سنایا حضرت زید نے بھی اپنی خیر خبر ان لوگوں کے ہاتھ بھیجی اور اپنا پتہ بتایا۔حج سے فارغ ہو کر ان لوگوں نے جا کر حضرت زید کی خیر خبر ان کے باپ کو سنائی اور ان کا پتہ بتایا۔جیسے ہی معلوم ہوتا ہے کہ زید مکہ میں ہے ان کے باپ اور چچا فدیہ کی رقم لے کر ان کو غلامی سے چھڑانے کی خاطر مکہ شریف پہنچ جاتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں اے ہاشم کی اولاد! اے اپنی قوم کے سردار! تم لوگ اللہ کے گھر کے پڑوسی ہو تم لوگ حرم شریف کے رہنے والے ہو تم لوگ خود قیدیوں کو رہا کراتے ہو بھوکوں کو کھانا کھلاتے ہو حاجت مندوں کی حاجت پوری کرتے ہو ہم اپنے بیٹے زید کے لئے تمہارے پاس آئے

ہیں ہم پر احسان کرو اور فدیہ قبول فرما کر اس کو رہا کر دو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ بس اتنی سی بات ہے سنو! زید کو بلا کر پوچھ لو اگر وہ تمہارے ساتھ جانا چاہے تو بغیر فدیہ ہی لے جاؤ۔ اور اگر نہ جانا چاہے تو میں جبر نہیں کر سکتا وہ دونوں عرض کرتے ہیں کہ آپ نے استحقاق سے بھی زیادہ احسان فرمایا یہ بات ہم خوشی سے منظور کرتے ہیں پھر حضرت زید بلائے جاتے ہیں تو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ۔زید! ان دونوں کو پہچانتے ہو؟ عرض کرتے ہیں جی ہاں میں پہچانتا ہوں یہ میرے باپ اور میرے چچا ہیں ۔مدینے والے آقا فرماتے ہیں زید! تم انہیں پہچانتے ہو اور مجھے بھی خوب جانتے ہو میری طرف سے تمہیں اختیار اور اجازت ہے کہ اگر تم میرے پاس رہنا چاہتے ہو تو میرے پاس رہو اور اگر ان کے ساتھ جانا چاہتے ہو تو جا سکتے ہو۔

حضرت زید عرض کرتے ہیں یارسول اللہ! میں آپ کے مقابلے میں بھلا کس کو پسند کر سکتا ہوں آپ میرے لئے باپ کی جگہ بھی ہیں اور چچا کی جگہ بھی گویا کہ آپ نے یہ جواب دیا۔

یارسول اللہ!

بھلا کوئی کیا جچے اس کو
جو دیکھ لیا ہو رخِ زیبا تیرا

حضرت زید کے باپ اور چچا نے کہا زید! کیا تم غلامی کو آزادی پر ترجیح دیتے ہو؟ حضرت زید اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہاں محمد کی غلامی دنیا کی شہنشاہی سے بھی بہتر ہے سید اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

پھرکے گلی گلی تباہ ٹھوکریں سب کی کھائے کیوں
دل کو جو عقل دے خدا تیری گلی سے جائے کیوں

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم جواب سن کر اپنے غلام حضرت زید کو گود میں لیتے ہیں اور اعلان فرماتے ہیں کہ میں نے زید کو اپنا بیٹا بنا لیا حضرت زید کے باپ اور چچا یہ منظر دیکھ کر بہت خوش ہو جاتے ہیں اور خوشی سے ان کو چھوڑ کر وطن واپس ہو جاتے ہیں۔ (ماخوذ از

صحابہ کا عشق رسول)

ہاں ! بات چل رہی تھی ذاکرین حضرات کے انعامات کے بارے میں لگے ہاتھوں ایک واقع ملاحظہ ہوں!

آگ نہیں جلائی:

ایک مرتبہ کسی شہر کے بازار میں آگ لگ گئی اور سب مال واسباب لونڈی غلام جو اس میں تھے جل گئے مگر دو غلام رومی جو نہایت حسین وجمیل بہت قیمتی تھے اتفاقاً قدرت خدا سے محفوظ و مامون رہیں۔قریب تھا کہ جل جائیں دلّال دست ملال ملتے تھے اور کہتے تھے جو کوئی ان کو سلامت نکال دے ہزار دینار سرخ مجھ سے حاصل کرے اتفاق سے ابوالحسن نوری اس طرف سے گزرے ان دونوں غلاموں کو جلتی آگ میں کھڑا دیکھ کر جی میں آیا اگر میں جل جاؤں بلا سے مگر یہ دونوں اس مصیبت سے نجات پائیں۔ چنانچہ اللہ کا ذکر کرتے ہوئے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہہ کر جلتی آگ میں کود پڑے اور دونوں کو صاف نکال لائے سب اچنبا ہوا۔تمام شہر میں شہرہ ہوا پھر دنیا آپ کے قدم چومنے لگی اور درہم ودینار سے ان کی عزت افزائی کرنے لگے آپ نے فرمایا میں نے دینار کے لالچ میں یہ کام نہیں کیا بلکہ خدا کی رضا چاہنے کو کیا ہے۔ اگر دینار کی لالچ سے کرتا تو خود نہ بچتا اوروں کی طرح میں بھی جل بھن جاتا۔

مخلوق قدم چومنے لگی

مجدد شریعت وطریقت حضرت شیخ کلیم اللہ ولی جہاں آبادی اکابر واعاظم اولیاء ہند سے ہیں اور زہد وعبادت کا شہرہ دور دور تک پھیلا ہوا تھا بڑے نامور شیخ تھے علم وفضل میں یگانہ روزگار تھے اور بڑے بڑے علماء آپ کے تبحر علمی کے معترف تھے اپنے پیرومرشد حضور یحیٰ مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے ہندوستان تشریف لا کر دہلی میں لال قلعہ اور جامع مسجد

کے درمیان اس عہد میں ایک مسجد تھی، وہیں متمکن ہوئے عبادت و ریاضت میں اتنا منہمک تھے کہ اپنے حجرہ خاص میں بہ غلبہ عشق رات رات بھر الٹے لٹک کر عبادات و مجاہدات اور ذکر الٰہی میں مصروف رہتے تھے جذب و استغراق بھی بہت بڑھ گیا عشق و مشک کہیں چھپائے نہیں چھپتے ہیں۔ آپ عاشق ربانی تھے بہت جلد شہرہ ہو گیا مخلوق حاضر ہونے لگی رجوعات بڑھیں ہزاروں اشخاص روزانہ مرید ہوتے تھے امراء تک مرید ہو گئے حتیٰ کہ بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر حاضر ہونے لگے اور پھر برابر حاضری دیتے رہے اور آپ سے بہت فیض پایا شہنشاہ نے دیکھا کہ ہمہ وقت ہجوم رہتا ہے اور مسجد اور اس کا حجرہ مختصر ہے اس لئے خود مصارف شاہی سے آپ کے لئے وہیں ایک عظیم الشان خانقاہ تعمیر کرادی جو بہت جلد عہد عالمگیری کی ایک عظیم الشان روحانی یونیورسٹی کی صورت اختیار کر گئی۔ مریدوں کی تعلیم و تربیت شروع ہو گئی فتوحات کے انبار لگ گئے لنگر خانہ جاری کر دیا گیا جس سے دونوں وقت بیشمار مخلوق فیض اندوز اور بہرہ اندوز ہوتی تھی۔ فرزند اورنگ زیب محمد معظم بہادر شاہ بھی سریر آرائے حکومت ہونے کے چار سال بعد آپ کا معتقد و مرید ہو گیا۔ اور عاجزانہ حاضر ہوتا رہا۔ محمد شاہ بادشاہ تک جتنے سلاطین بھی تخت دہلی پر متمکن ہوئے سب اسی آستانہ پاک کے مرید و غلام تھے اس کے بعد تمام سلاطین بہادر شاہ ثانی تک آپ کے عرس میں شریک ہوتے رہے ۲۳ ربیع الاول ۱۱۴۲ھ میں وصال پایا اور اپنی خانقاہ کے اندر ہی دفن ہوئے غدر (ہنگامہ) ۱۸۵۷ء میں جہاں لال قلعہ اور جامع مسجد کے درمیان کی تمام عظیم الشان عمارات بحکم سرکار منہدم ہو کر میدان ہموار کیا گیا وہاں آپ کی عظیم الشان خانقاہ بھی مٹا ڈالی گئی صرف مزار باقی رہ گیا تھا جو آج بھی کٹہرہ کے اندر اسی جگہ موجود ہے اور سلاطین مغلیہ کا یہ شیخ اعظم اس وسیع میدان میں آسودہ ہے اور بہت کم لوگ آپ کی عظمت کو سمجھتے ہیں۔

(مزار شریف کے احاطہ کو لوگ کبوتر مارکیٹ سے جانتے ہیں) سیر الاخیار) سیدی شیخ کلیم اللہ ولی علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات واقعی رب تعالیٰ کا قول فَاذْكُرُونِي اَذْكُرْكُمْ یعنی تم میرا ذکر کرو میں تمہارا چرچہ کرونگا۔ کا مصداق ہے کہ عوام و خواص علماء و فضلاء امراء و سلاطین

بھی آپ کے قدم بوس ہو گئے اور آج بھی آپ سے منسوب ایک سلسلہ بنام کلیمی عالم اسلام میں مشہور ہے جو دین وسنیت کا ایسی بے لوث خدمات انجام دے رہا ہے کہ اس خاکدان گیتی میں شاید ہی کوئی مثال ہو۔ کیوں کہ اسی سلسلہ عالیہ کے ایک عظیم بزرگ تاج العرفاء حضور سیدی خواجہ مسرور احمد کلیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی جدوجہد محنت ومشقت سے خدمت دین اعلائے کلمۂ حق ارتقاء پرچم اسلام۔ بقائے سنیت کے پیش نظر اپنا خون جگر صرف کر کے آپ کے نام سے منسوب باون یا ترپین دینی ادارے قائم کرر کھے ہیں جس میں ملک اور بیرون ملک سے تشنگان علم مثل پروانہ متحضر ہوکر اپنی اپنی تشنگی بجھاتے ہیں اور علماء وفضلاء قراء اور حفاظ کی سند سے مستند ہو کر عالم اسلام کے اطراف واکناف میں جاکر مختلف طریقوں سے دین اسلام کی آبیاری کرتے ہیں۔ ان اداروں میں مشہور ادارے جن کی شہرت اوج ثریا تک پہنچی ہوئی ہے وہ یہ ہیں۔ کلیمیہ سراجیہ غریب نواز مشق۔ دریاپور کلیاچک مالدہ بنگال۔ دارالعلوم گلشن کلیمی پھولبڑیا راج محل جھارکھنڈ۔ مدرسہ کلیمیہ رزاقیہ عربی یونیورسٹی مرشدآباد بنگال مدرسہ کلیمیہ فیضان رسالت ملکی مالدہ بنگال وغیرھم یہ تمام سبیلیں حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے فیوض وبرکات سے ہیں جو صرف اور صرف ہمہ وقت عبادات وریاضات اور ذکر الٰہی میں مشغول رہنے کا عظیم صلہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ کے مطابق عنایت فرمایا ہے۔

اے عزیزو!

اگر تو خدا کا دوست بنے گا
تو سارا عالم تمہارا قدم چومے گا

ذکر نہ کرنا خسارا ہے

ذکر الٰہی کی اہمیت اور اس کے چند فوائد کے بعد اب مختصراس سے غفلت کا انجام اور ان لوگوں کی سزا بھی ملاحظہ فرمائیے جو رب کریم کے ذکر سے منھ موڑ کر دنیا کی عیش وعشرت

میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو شریعت کی پابندی تو درکنار ان زبان پر مدتوں سے اللہ رب العزت اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام تک نہیں آتا کاش وہ اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات کو پڑھ کر توبہ کر لیں اور اپنے دل کو گناہوں کی سیاہی سے پاک وصاف کر کے اللہ کے ذکر میں مصروف ہو جائیں چند ہی دن میں ان کا قلب روشن و منور ہو جائے گا اور وہ اپنے آپ کو احکام شرع کی پابندی کی طرف مائل پانے لگیں گے۔ وہ لوگ تو بالکل ہی گمراہ ہیں جنہیں اللہ کا ذکر سنایا جاتا ہے لیکن پھر بھی ان کے دل ذکر الٰہی کی طرف مائل نہیں ہوتے ایسے لوگوں کے لئے ''ویل'' یعنی ہلاکت ذلت و خواری ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ''ویل جہنم کا ایک نچلا گڑھا ہے تو مطلب یہ ہوگا کہ یہ لوگ اللہ کے ذکر سے غافل ہو کر دنیا کی عیاشی میں خوب مست ہیں انہیں اللہ کو یاد کرنے کی فرصت ہی نہیں اگر کوئی مبلغ انہیں محفل ذکر میں شرکت کی دعوت دیتے ہیں یا توبہ و ذکر کی نصیحت کرتے ہیں تو یہ نہایت ہی متکبرانہ انداز میں اسے گھورتے ہیں اور اس کی دعوت کو ٹھکرا دیتے ہیں جب کہ حقیقت یہ ہے کہ ذکر سے غفلت کے باعث ان کے دل مردہ ہو چکے ہیں ان کے گھر قبرستان بن چکے ہیں ان کی محفلوں پر اللہ کی پھٹکار اور لعنت برستی ہے یہ خود طرح طرح کی آفات و بلیات میں مبتلا رہتے ہیں بے چین ہیں مضطرب ہیں لیکن ہٹ دھرم ہیں ضدی ہیں کسی ناصح کی نصیحت پر غور تک کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہوتے درج ذیل قرآنی آیات اور احادیث کریمہ پر غور کیجئے اور پناہ مانگئے ذکر الٰہی میں کمی یا غفلت سے۔

فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (الزمر آیت ۲۲ پ ۲۳)

پس ہلاکت ہے ان سخت دلوں کے لئے جو اللہ کے ذکر سے متاثر نہیں ہوتے ہیں یہی لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔

وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا (الجن ۱۷ پ ۲۹)

اور جو منھ موڑے گا اپنے رب کے ذکر سے تو وہ اسے داخل کریگا سخت عذاب میں۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

اعمی (پ۱۶ع۱۶)

اور جو ہمارے ذکر سے منہ موڑے اس کے لئے تنگ زندگانی ہے اور روز حشر میں ہم اس کو اندھا اٹھائیں گے۔

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَا وَلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذَالِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۔ (پ۲۸ع۱۲)

اے ایمان والو! تمہیں تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کے ذکر سے غافل نہ کردے اور جو لوگ ایسا کریں گے وہی خسارا والے ہونگے۔

وَمَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَیِّضْ لَهٗ شَیْطَاناً فَهُوَ لَهٗ قَرِیْنٌ۔(پ۲۵ع۱۰)

جو شخص رحمٰن کے ذکر سے منھ پھیرتا ہے ہم اس پر ایک شیطان مسلط کردیتے ہیں پس وہ اس کے ساتھ رہتا ہے۔

ذکر نہ کرنا خسارا ہے حدیث کی روشنی میں

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم مَنْ قَعَدَ مَقْعَدَ لَمْ یَذْكُرِ اللّٰهَ فِیْهِ كَانَتْ عَلَیْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَةٌ وَمَنِ اضْطَجَعَ مَضْطَجَعًا لَا یَذْكُرُ اللّٰهَ فِیْهِ كَانَتْ عَلَیْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَة ۔(ابوداؤد شریف)

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی مجلس میں بیٹھ کر اللہ کا ذکر نہ کرے اس کی یہ نشست اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے لئے خسارا کا سبب ہوگی اور جو شخص بستر پر لیٹ کر اللہ کا ذکر نہ کرے تو یہ بھی اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خسارے کی جگہ ہوگی۔

مَثَلُ الَّذِیْ یَذْكُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِیْ لَا یَذْكُرُ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ

(مسلم، بخاری، مشکوٰۃ ج۲ص۹۲۸)

جو اپنے رب کا ذکر کرے اور نہ کرے اس کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے۔

پیارے دوستو! ذکر الٰہی سے غافل رہنا سراسر خسارے کا سودا ہے اس لئے ہر مسلمان کو چاہئے کہ ہر حال میں اللہ کے ذکر و فکر میں مصروف و منہمک رہے کیوں کہ جو وقت اللہ کے ذکر سے خالی گزرے گا قیامت کے روز بندے کو اس پر بڑی حسرت و ندامت ہوگی اور دست ملال ملیں گے اور سوچیں گے کہ کاش میں اللہ کے ذکر سے غافل نہ رہتا۔ اللہ کے خاص بندوں کا شیوہ معمول ہے کہ وہ ہر وقت یاد الٰہی میں مصروف رہتے ہیں اور انہیں جو مقام قرب حاصل ہوتا ہے وہ ذکر کی بدولت ہی حاصل ہوتا ہے مسلم شریف میں ہے کہ جو گھر اللہ تعالیٰ کے ذکر سے آباد ہے وہ زندہ ہے اور جو گھر اس کے ذکر سے خالی ہے وہ مردہ ہے۔ یہاں گھر سے مراد مومن کا دل ہے تو نیک بخت وہ ہے جس نے اس کو آباد کیا اسی لئے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں۔

دل ہے وہ دل جو تیری یاد سے معمور رہا
سر ہے وہ سر جو تیرے قدموں پہ قربان گیا

چالیس سال تک روٹی نہیں چبائی

حضرت سری سقطی علیہ الرحمۃ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت جرجانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ستو دیکھے جس سے وہ بھوک مٹا لیتے ہیں میں نے کہا آپ کھانا اور دوسری اشیاء کیوں نہیں کھاتے؟ تو انہوں نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ میں نے روٹی وغیرہ چبانے اور یہ ستو کھا کر گزارہ کرنے کے درمیان نوے تسبیحات کا فرق پایا (یعنی اس غذا کو استعمال کرنے کی بدولت میں نوے مرتبہ زیادہ اللہ کی پاکی بیان کر لیتا ہوں) لہٰذا چالیس سال سے میں نے روٹی نہیں چبائی۔ (مکاشفۃ القلوب) سبحان اللہ! اس واقعہ سے ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنا چاہئے جو لوگ گانے بجانے اور دنیاوی لہو ولعب میں اپنے قیمتی اوقات کو کھوتے ہیں اور اپنے انجام کا پرواہ نہیں کرتے ہیں کہ ہمارا کیا حشر ہوگا۔ حضرت موصوف نے کیسے اوقات کی پابندی کی ہے خدا کی تسبیح وتہلیل میں کمی ہونے کی وجہ

سے دنیا کے مزیدار اشیاء کو چھوڑ کر ستو کھانا پسند فرمایا۔اصل میں عبادت نام ہی ہے اپنی زندگی کے ہر لمحہ کو قانون خداوندی کا پابند کرنا اگر یہ بات ہم میں پیدا ہوگئی تو ہماری ہر جنبش و ہر حرکت عبادت ہوگی اور تمام مشکلیں بھی انشاءاللہ حل ہو جائیں گی چنانچہ فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے کیا ہی خوب کہا ہے۔

اے رضا ہر کام کا ایک وقت ہے
دل کو بھی آرام ہو ہی جائے گا

بلند آواز سے ذکر کرنے کی قرآنی دلائل

فَاذْکُرُونِی اَذْکُرْکُم ۔تم میرا ذکر کرو میں تمہارا چرچہ کرونگا۔

قرآن کریم کی اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ذکر کرنے کا حکم دیا ہے اور ذکر کو سر (آہستہ) یا جہر (بلند آواز سے) کے ساتھ مقید نہیں کرنا اس کے عموم اور اطلاق کو ظاہر کرتا ہے اور اصول حنفیہ میں مقرر ہے کہ نصوص مطلقہ کو ان کے اطلاق اور عموم پر محمول کیا جاتا ہے ۔لہٰذا اس سے معلوم ہوا کہ ذکر بالسر اور ذکر بالجہر دونوں ہی جائز ہے۔

فَاذْکُرُو اللّٰہ کَذِکْرِکُمْ اٰبَائَکُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِکْراً۔ (پ ۲ ع ۹ آیت ۲۰۰)
اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو جیسے تم اپنے آباء کا ذکر کرتے ہو یا اس سے بھی زیادہ۔

اس آیت کے تحت مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں کفار کا طریقہ یہ تھا کہ وہ حج سے فارغ ہونے کے بعد بیت اللہ شریف کے سامنے کھڑے ہوتے اور اپنے باپ دادا کے کارنامے کو فخر کے ساتھ بیان کرتے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بجائے آباء کے ذکر کے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرو اور اہل فہم پر مخفی نہیں ہے کہ لوگوں کو سنانے کے لئے جو ذکر ہوگا وہ بلند آواز سے ہی ہوگا بلکہ جماعت کے ساتھ اللہ کا ذکر کرنا رب تعالیٰ کو پسند بھی ہے کیوں کہ یہاں فرمایا گیا کہ جیسے اپنے باپ دادوں کا ذکر کرتے تھے ویسے بلکہ اس سے بھی بڑھ چڑھ کر رب تعالیٰ کا ذکر کرو اور ظاہر ہے کہ وہ لوگ اپنے باپ دادوں کا ذکر مجمع میں بلند آواز سے ہی کرتے تھے حضور

صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد صحابہ کرام کے ساتھ اس قدر بلند آواز سے ذکر الٰہی کرتے تھے کہ سارا محلہ گونج جاتا تھا۔ اور جن آیات یا روایات میں بلند آواز سے ذکر کرنے کی نفی کی گئی ہے ان میں خاص حالات مراد ہیں جیسے جبکہ جہر میں ریا کا اندیشہ ہو یا دشمن کے ملک میں جہری ذکر سے کوئی جنگی مصلحت فوت ہوتی ہو۔ لہذا نہ آیات متعارض ہیں نہ آیات و روایات متعارض ہیں الغرض اس آیت شریفہ سے التزاماً ذکر بالجہر کا جواز ثابت ہوا (تفسیر نعیمی)

اور سید المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ:۔

فَاذْكُرُ اللّٰهَ قِيَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِكُمْ۔ (پ۵ ع۱۲)

تم اللہ کو یاد کرو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے (کنز الایمان)

کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں۔

قَالَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَفِى السَّفَرِ وَالْحَضَرِ وَالْغِنٰى وَالْفِقْرِ وَالسَّقَمِ وَالصِّحَةِ وَالسِّرِّ وَالْعِلَانِيَّةِ وَعَلٰى كُلِّ حَالٍ (در منثور للامام السیوطی الشافعی جلد۲ ص ۱۲۱۴ احیاء العلوم للغزالی جلد ۱ ص ۳۰۱)

رات اور دن میں دریا اور خشکی میں سفر اور حضر میں فراغت اور تنگدستی میں بیماری اور صحت میں آہستہ اور بلند آواز سے ہر حال میں اللہ کا ذکر کرو۔

مذکورہ بالا حوالوں سے یہ بات اظہر من الشمس ہوگئی کہ زبان سے ذکر بالجہر اور قلب سے ذکر بالسر دونوں ہی فَاذْكُرُوْنِی کے عموم میں داخل ہیں لہذا ثابت ہوا کہ ذکر بالجہر اور ذکر بالسر دونوں ہی جائز و مستحسن ہیں۔

بلند آواز سے ذکر کرنے پر احادیث سے دلائل

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا سَلَّمَ مِنْ صَلٰوتِهٖ يَقُوْلُ بِصَوْتِهِ الْاَعْلٰى لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۸۸ رواہ مسلم)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہونے کے بعد بلند آواز سے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ۔ کا ذکر فرماتے تھے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

ایں حدیث صریح است در جہر بذکر کہ آنحضرت باآواز بلند می خواند۔

یہ حدیث ذکر بالجہر پر نص صریح ہے کہ رسول اللہ ﷺ ذکر بالجہر کیا کرتے تھے۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحمٰنِ بْنِ اَبزٰی عَنْ اَبِیْہِ قَالَ کَانَ یَقُوْلُ اِذَا سَلَّمَ سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْقُدُّوسِ ثَلَاثاً یَرْفَعُ صَوْتَہٗ بِالثَّالِثَۃِ۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۱۲)

حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سلام پھیرنے کے بعد تین بار سبحان الملک القدوس فرماتے اور تیسری مرتبہ اپنی آواز بلند فرماتے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ لِیْ وَاَنَا مَعَہٗ اِذَا ذَکَرَنِیْ فَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ نَفْسِہٖ ذَکَرْتُہٗ فِیْ نَفْسِیْ وَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاءٍ ذَکَرْتُہٗ فِیْ مَلَاءٍ خَیْرٍ مِّنْھُمْ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۹۶)

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندوں کے گمان کے ساتھ ہوں اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں پس اگر وہ مجھے اکیلا یاد کرتا ہے تو میں اسے اکیلا یاد کرتا ہوں اور اگر وہ جماعت میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس سے بہتر جماعت میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔

مذکورہ بالا حدیثوں سے روز روشن کی طرح عیاں ہو گیا کہ ذکر بالسر اور ذکر بالجہر دونوں جائز ہیں کیوں کہ پہلی حدیث اور دوسری حدیث میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ظاہر ہے اور تیسری حدیث تو جماعت میں ذکر کرنے کی بات آئی ہے اور ظاہر ہے کہ جماعت میں ذکر کرنے سے مراد ذکر بالجہر ہی ہوگا نہ کہ بالسر۔

وَعَنْ اَبِی قَتَادَۃَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ خَرَجَ لَیْلَۃً فَاِذَا ھُوَ بِاَبِی بَکْرٍ یُصَلِّیْ یَخْفِضُ مِنْ صَوْتِہٖ وَمَرَّ بِعُمَرَ وَھُوَ یُصَلِّیْ رَافِعاً صَوْتَہٗ قَالَ فَلَمَّا اِجْتَمَعَا عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ یَا اَبَا بَکْرٍ مَرَرْتُ بِکَ وَ اَنْتَ تُصَلِّیْ تَخْفِضُ صَوْتَکَ قَالَ قَدْ اَسْمَعْتُ مَنْ نَاجَیْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَقَالَ لِعُمَرَ مَرَرْتُ بِکَ وَاَنْتَ تُصَلِّیْ رَافِعاً صَوْتَکَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُوْقِظُ الْوَسْنَانَ وَاَطْرُدُ الشَّیْطَانَ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ یَا اَبَا بَکْرٍ اِرْفَعْ مِنْ صَوْتِکَ شَیْئاً۔ (رواہ ابوداؤد وروالترمذی نحوہ مشکوٰۃ شریف ص ۱۰۷)

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور حضرت ابوبکر کے پاس سے گزرے جو آہستہ آواز سے نماز پڑھ رہے تھے اور حضرت عمر کے پاس سے گزرے جو بلند آواز سے نماز پڑھ رہے تھے پس جب دونوں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کے اے ابوبکر! میں تیرے پاس سے گزرا تیری آواز نماز میں پست تھی انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس سے میری مناجات تھی میں نے اسے اپنی بات سنادی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر سے فرمایا کہ میں تمہارے پاس سے گزرا اور تمہاری آواز بہت بلند تھی انہوں نے عرض کیا کہ میں سوتوں کو جگا رہا تھا اور شیطان کو بھگا رہا تھا آپ نے حضرت ابوبکر سے فرمایا کہ اے ابوبکر! تم اپنی آواز کو قدرے بلند کرو اور حضرت عمر سے فرمایا کہ تم اپنی آواز کو پست کرو۔

اس حدیث پاک سے ظاہر ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جہر مفرط سے جہر معتدل کی طرف راجع کیا لیکن جہر کو بہر حال باقی اور مقرر رکھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سر سے جہر کی طرف راجع فرمایا چنانچہ آپ نے فرمایا۔ یَا اَبَا بَکْرٍ اِرْفَعْ مِنْ صَوْتِکَ شَیْئاً۔ یعنی اے ابوبکر تم اپنی آواز کو قدرے بلند کرو۔ پس اس فرمان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع صوت (آواز کی بلندی) کا حکم فرمایا تو آپ

صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت ابو بکر کو سر محض سے جہر معتدل کی طرف لے جانا اس امر پر واضح دلیل ہے کہ سر محض پر جہر معتدل عظیم فوقیت رکھتا ہے نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ ذکر بالسر اور ذکر بالجہر دونوں ہی جائز و مستحسن ہیں۔

بلند آواز سے ذکر کرنے کا رشید احمد گنگوہی صاحب سے ثبوت

رشید احمد گنگوہی صاحب ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

سوال: ذکر جہر میں ضرب اللہ کس قدر جہر سے قلب پر مارنا چاہئے؟ کیا ایسی شدت ہو کہ آواز بیٹھ جائے۔

جواب: ایسی شدت کی ضرورت نہیں۔فقط

یعنی جہر میں شدت تو ہو لیکن اس حد تک نہیں کہ آواز ہی بیٹھ جائے گو جہر مفرط نہ ہو بلکہ جہر متوسط ہو۔

سوال: ذکر سے یہ بات دل میں پیدا ہوتی ہے کہ اب تجھ کو ہر شخص عابد و زاہد جانے گا اس ریا کی رفع کی کیا تدبیر ہوگی؟ آج کل آواز بیٹھ گئی ہے اگر حکم ہو تو آہستہ شروع کردوں جب کہ آواز کو نفع ہوگا پھر جہر ہی کرونگا۔فقط

الجواب: ذکر جہر سے ریا پیدا ہوتا ہے تو اس کے واسطے لاحول بکثرت پڑھا کرے مگر اس کے لئے ترک جہر مناسب نہیں البتہ عذر مرض کی وجہ سے تا زوال مرض رکھنا اور اخفاء پر اکتفاء کرنا مناسب ہے فقط۔ (فتاوی رشیدیہ کامل مبوب ص ۲۱۷)

مذکورہ جوابات سے معلوم ہوا کہ گنگوہی صاحب اپنے مریدین کو اس قدر شدید جہر کے ساتھ ذکر کی تلقین کرتے تھے کہ ان کی آواز بیٹھ جاتی تھی اور ریا کاری کے خوف کے باوجود وہ آہستہ ذکر کرنے کے بجائے ذکر بالجہر ہی کی تلقین کیا کرتے تھے۔

ارضاء الحق حصہ دوم ص: ۶۷ پر تحریر ہے۔حضرت گنگوہی صاحب نے ایک شخص کو ذکر جہر تعلیم فرمایا تو اس نے یہی کہا کہ اس میں ریا ہوگی خفی کرلیا کروں۔مولانا نے فرمایا جی ہاں! اس میں تو ریا ہوگی اور خفی میں نہ ہوگی؟ ارے بیٹھو! ذکر خفی میں تو اس سے زیادہ ریا ہوگی

کیوں کہ ذکر جہر میں تو لوگ یہی جانیں گے کہ بس لا الہ الا اللہ کرر ہے ہیں۔اور جب گردن جھکا کر بیٹھو گے تو لوگ سمجھیں گے کہ نہ معلوم کہاں کی سیر کر رہا ہے عرش کی چاہے میاں سوتے ہی رہے۔چنانچہ مولانا نے فرمایا کہ جس زمانہ میں ہم تھانہ بھون حاجی صاحب کی خدمت میں تھے اس وقت ایک نقش بندی بزرگ بھی آئے ہوئے تھے رات کو ہم ذکر جہر کرتے تھے اور وہ ذکر خفی۔مگر صبح کو وہ شکایت کرتے تھے کہ آدھا ذکر ہوا۔تھوڑی دیر کے بعد نیند آگئی تھی اور میں سر جھکائے سورہا اور ہم سب اپنا معمول پورا کر لیتے تھے تو حضرت ذکر خفی میں بعض دفعہ آپ سوتے ہی رہیں گے اور لوگ سمجھیں گے کہ شیخ صاحب آپ مراقب ہیں تو یہ اچھا انسداد ریا ہوا کہ ذکر ہی سے رہ گئے۔پس یہ وسوسہ لغو ہے۔گنگوہی صاحب کے مذکورہ سطور سے آفتاب سے بھی زیادہ روشن ہوگیا کہ ذکر بالجہر اور ذکر بالسر دونوں ہی جائز و مستحسن ہیں اور ذکر بالسر پر ذکر بالجہر فضیلت رکھتا ہے۔

بلند آواز سے ذکر کرنے کا تھانوی صاحب سے ثبوت

علمائے دیوبند کے مسلم اکابرین میں سے مولوی اشرف علی تھانوی نے فتاویٰ امدادیہ جلد۴ صفحہ ۴۵ میں اور جناب بشیر احمد عثمانی نے فتح الملہم جلد ۲ ص ۱۷۲ میں لکھا ہے۔

اَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ سَلَفاً وَ خَلَفاً عَلٰی اِسْتِحْبَابِ ذِکْرِ الْجَمَاعَةِ فِی الْمَسَاجِدِ وَغَیْرِهَا اِلَّا یُشَوِّشْ جَهْرُ هُمْ عَلٰی نَائِمٍ اَوْ مُصَلٍّ اَوْ قَارِی.

علماء متقدمین اور متاخرین کا اس پر اجماع ہے کہ جماعت کے ساتھ ذکر جہر مساجد وغیرہ میں مستحب ہے مگر یہ کہ ان کے جہر سے کسی کی نیند یا نماز یا قرأت میں خلل ہو۔

تھانوی صاحب دوسری جگہ فتاویٰ امدادیہ ج۔۴ ص۔۴۳،۴۴ میں تحریر کرتے ہیں۔

وَعَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَفْعَ الصَّوتِ بِالذِکْرِ حِیْنَ یَنْصَرِفُ النَّاسُ مِنَ الْمَکْتُوْبَةِ کَانَ عَلٰی عَهْدِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم (رواه الْبُخَارِی۔)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جماعت کے بعد ذکر

بالجہر عہد رسالت کا معمول تھا اس کو بخاری نے روایت کیا ہے۔

جناب تھانوی اور عثمان صاحبان کے حوالوں سے یہ بات واضح ہوگئی کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے یہ بات ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں جماعت کے بعد ذکر بالجہر کا عام معمول تھا۔ جیسا کہ بخاری شریف ص ١٦٦ جلد ۱ میں مذکور ہے۔ وَقَالَ اِبْنُ عَبَّاسٍ كُنْتُ اَعْلَمُ اِذَا انْصَرَفُوْا بِذَالِكَ اِذَا سَمِعْتُهُ ۔ نیز یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ جماعت کے بعد متوسط آواز کے ساتھ ذکر بالجہر کرنا صرف جائز ہی نہیں بلکہ اس کے استحباب پر تمام متقدمین اور متاخرین علماء کا اجماع ہے اور اجماع واقعی ایک ایسی دلیل ہے جس کے مقابلہ میں کوئی دلیل کارگر نہیں ہے۔ چنانچہ اصولی طور پر جماعت کے بعد ذکر بالجہر کا استحباب ثابت ہوگیا۔

افسوس صد افسوس! کہ دیوبندی حضرات کے علماء اور پیشوا خود ذکر بالجہر بالمتوسط اور ذکر بالسر کے صرف قائل ہی نہیں بلکہ حکم بھی دیتے ہیں تو پھر ان کے مریدین، معتقدین ،متوسلین ایسی بے بہا دولت و ثروت سے کیوں روگردانی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہدایت فرمائے۔

کلمۂ طیبہ کی فضیلت

کلمۂ طیبہ کی فضیلت و اہمیت بیان کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید وضاحت فرمائی کہ جب مجھے معراج کرائی گئی اور مجھے جنت دکھائی گئی تو میں اس میں داخل ہوا تو جنت کے دروازے پر یہ تین سطریں لکھی ہوئی دیکھیں پہلی سطر میں ۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ لکھا ہوا تھا اور دوسری سطر میں وَجَدْنَا مَا قَدَّمْنَا وَرَبِحْنَا مَا اَكَلْنَا وَخَسِرْنَا مَا خَلَفْنَا لکھا ہوا تھا۔

ترجمہ! جو ہم نے عمل کیا اس کو ہم نے پالیا اور جو ہم نے کھایا اس کو نفع بخش پایا اور اس مال میں ہم نے نقصان اٹھایا جس کو ہم نے پیچھے چھوڑا۔ اور تیسری سطر میں یہ لکھا ہوا تھا

۔اُمَّۃٌ مُذْنِبَۃٌ وَرَبٌّ غَفُوْرٌ ۔ترجمہ! امت تو گنہگار ہے لیکن رب بہت بخشنے والا ہے
(زبدۃ الواعظین)

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جولا الہ اللہ محمد رسول اللہ۔ پڑھتا ہے تو اس کے منہ سے سبز رنگ کے پرندہ کی شکل میں ایک فرشتہ نکلتا ہے جس کے دو پر ہوتے ہیں۔ جو مشرق اور مغرب تک پہنچ جاتے ہیں اور وہ دونوں پر سفید رنگ کے یاقوت اور موتیوں سے مسجع ہوتے ہیں۔تو وہ اپنے ان پروں سے اوپر کی طرف اڑنے لگتا ہے اور عرش معلیٰ تک پہنچ جاتا ہے اس کی آواز شہد کی مکھی کی طرح ہوتی ہے حاملین عرش اسے اللہ کے جاہ وجلال کی وجہ سے اوپر جانے سے روکتے ہیں تو وہ کہتا ہے مجھے اس وقت تک سکون نصیب نہیں ہوگا جب تک کلمۂ طیبہ کے ذکر کرنے والے کو بخش نہیں دیا جائے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اسے بخش دیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس فرشتے کو ستر زبانیں بھی عطا کر دی جاتی ہیں اور اس کی ہر زبان کلمۂ طیبہ کا ذکر کرنے والے کے لئے قیامت تک استغفار کرتی رہے گی اور قیامت کے دن وہی فرشتہ اس ذکر کرنے والے کو بازو سے پکڑ کر جنت لے جائے گا (درۃ الناصحین)

کلمۂ طیبہ لاثانی ہے

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ علیہ السلام فرماتے تھے کہ میں سید الملائکہ حضرت جبریل علیہ السلام سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے کلمہ جیسا جلیل القدر کوئی کلمہ زمین پر نہیں اترا۔ اسی کے ساتھ ساتوں آسمان، زمین، پہاڑ، درخت، خشکی اور تری قائم ہیں۔ اور یہی کلمہ اخلاص ہے اور یہی کلمہ اسلام ہے۔ اور یہی قرب الٰہی ہے اور یہی کلمہ سراپا تقویٰ ہے اور یہی کلمہ دوزخ سے نجات دینے والا ہے یہی کلمہ علیا ہے۔ اگر اس کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور دوسرے پلڑے میں ساتوں آسمان اور زمینیں رکھ دی

جائیں تو کلمہ طیبہ کا پلڑا بھاری ہوگا (زبدۃ الواعظین)

ستر بیٹیوں کا قاتل بخشا گیا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ عرب میں ایک کافر بادشاہ تھا جو بہت ہی خوب رو تھا جب بھی کسی شہر میں جاتا تو وہاں کی تمام پردہ نشیں عورتیں بھی اسے دیکھنے کے لئے باہر نکل آتیں اور اس کے حسن و جمال کی وجہ سے حضرت جبرائیل علیہ السلام اسی کی شکل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیغام رسانی کے لئے حاضر ہوتے اس کا نام دَحیہ کلبی تھا حضور صلی اللہ علیہ یہ پسند فرماتے تھے کہ وہ اسلام قبول کرلے کیوں کہ اسی کی وجہ سے اس کے خاندان کے سات سو آدمیوں کی دوزخ سے نجات تھی اس لئے آپ اس کے ایمان لانے کی اکثر دعا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتے **اَللّٰھُمَّ اھْدِ دَحْیَۃَ الْکَلْبِی** یعنی اے اللہ دَحیہ کلبی کو ہدایت فرما۔ تو آپ کی دعا کو شرف قبولیت حاصل ہوا اور اس نے اسلام قبول کرنے کا ارادہ کیا اور آپ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے لئے تیاری کرنے لگا تو اللہ تعالیٰ نے صبح کی نماز کے بعد آپ علیہ السلام کی طرف فرشتہ بھیجا اور پیغام دیا کہ میں نے دحیہ کلبی کے دل میں نور ایمان پیدا کردیا ہے وہ ابھی ابھی آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا تو جب وہ مسجد میں داخل ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر مبارک اتار کر زمین پر بچھا دی اور اسے اس پر بیٹھنے کا اشارہ فرمایا وحیہ کلبی نے اپنی یہ عزت افزائی دیکھی تو آنکھوں سے تشکر کے آنسو ٹپکنے لگے اور اس نے نہایت ہی ادب کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک کو اٹھالیا اور اسے چوما اور اپنے سر اور آنکھوں پر رکھا اور آپ علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا کہ آپ مجھے یہ بتائیں کہ اسلام کی شرائط کیا ہیں تو آپ نے فرمایا کہ تو پڑھ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ**۔ اس نے فوراً کلمہ طیبہ پڑھا اور رونے لگا آپ نے پوچھا اے دحیہ کیوں روتے ہو کیا اسلام قبول کرنے کی وجہ سے! یا رونے کا کوئی اور سبب ہے؟ وہ عرض کرنے لگا میں بہت سے کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہوگیا ہوں کیا ان کا

کوئی کفارہ ہے؟ اگر اپنے آپ کو قتل کرنے سے وہ گناہ معاف ہو سکتے ہیں تو میں ایسا کرنے کے لئے بھی تیار ہوں اگر مال صدقہ کرنے سے میری بخشش ممکن ہے تو میں اس کے لئے بھی تیار ہوں حضور علیہ السلام نے نہایت ہی شفقت سے اس سے پوچھا کہ وہ گناہ کیا ہیں جن کی بخشش کی تو تمنا کرتا ہے تو اس نے جواب دیا کہ میں اپنے قبیلے کا سردار اور بادشاہ تھا اور میں یہ بات نہ پسند کرتا تھا کہ میری بیٹیوں کا کوئی خاوند بنے اور یہ کہا جائے کہ فلاں ابن فلاں دحیہ کلبی کا داماد ہے تو میں نے اپنے ہاتھوں سے ستر بیٹیاں بغیر کسی گناہ کے قتل کر دیں۔ اس کے اعتراف جرم پر آپ علیہ السلام بہت متعجب ہوئے تو فوراً جبریل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا پیغام لے کر حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ دحیہ کلبی کو فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ اپنی عزت و جلال کی قسم اٹھا کر یہ فرماتا ہے کہ اس کے کلمۂ طیبہ پڑھنے کی وجہ سے دحیہ کلبی کے ساٹھ سال کے کفر کو معاف کر دیا ہے تو اس کی بیٹیوں کے قتل کو کیوں نہ معاف کرے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام بھری محل میں سنایا تو تمام موجود حضرات رونے لگے اور آپ علیہ السلام نے نہایت ہی عاجزی کے ساتھ اللہ کی جناب میں عرض کیا کہ اے اللہ تو نے دحیہ کلبی کے ایک دفعہ کلمہ شہادت پڑھنے سے اس کی ستر بیٹیوں کا ناحق قتل معاف کر دیا ہے تو میری امت کی بہت سی شہادتوں کی وجہ سے ان کے سارے گناہ معاف فرما دے (بخاری شریف) رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم بڑے کریم تھے آپ اپنی امت کی بخشش کے لئے ہمیشہ دعا کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمایا سَنُرْضِیکَ فِی اُمَّتِکَ کہ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ کو اپنی امت کے بارے میں خوش کریں گے اور آپ کو پریشان نہیں ہونے دیں گے۔

ننانوے دفتر

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ بروز محشر اللہ تبارک وتعالیٰ میرے ایک امتی کو تمام مخلوق کے سامنے نکالے گا اور پھر اس کے ننانوے دفتر برائیوں کے کھول دیگا

ہر دفتر کی لمبائی حد نگاہ تک ہوگی پھر فرمائے گا کیا تم ان میں سے کسی برائی کا انکار کرتے ہو؟ کیا میرے ان فرشتوں نے جو اعمال لکھنے پر مامور ہیں تجھ پر کچھ ظلم کیا ہے (یعنی تو نے گناہ نہ کیا ہو اور انہوں نے لکھ دیا ہو۔ یا تو نے گناہ چھوٹا کیا اور انہوں نے بڑا لکھ دیا ہو) وہ عرض کرے گا نہیں میرے پروردگار تیرے مقرر کردہ فرشتوں نے جو اعمال لکھنے پر مامور ہیں مجھ پر کچھ ظلم نہیں کیا انہوں نے وہی لکھا جو میں کرتا رہا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تیرے پاس بد اعمالیوں کا کوئی عذر ہے؟ وہ عرض کریگا کوئی عذر نہیں۔ فَیَقُولُ بَلٰی اِنَّ لَکَ عِنْدَنَا حَسَنَةً وَاِنَّه لَا ظُلْمَ الْیَوْمَ فَتَخْرُجُ بِطَاقَةٌ فِیْهَا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُه ۔ یعنی پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا اچھا تیری ایک نیکی ہمارے پاس ہے آج تجھ پر کوئی ظلم نہیں ہوگا پھر ایک کاغذ کا پرزہ نکالا جائے گا۔ جس میں اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ لکھا ہوگا۔ پھر حکم ہوگا جا اس کا وزن کروالے عرض کریگا یارب یہ ایک پرزہ ان گناہوں کے دفتروں کے مقابلے میں کیا حیثیت رکھے گا۔ ارشاد ہوگا کہ آج تجھ پر کچھ ظلم نہ ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر تمام گناہوں کے دفتر ایک پلڑے میں اور کاغذ کا پرزہ دوسرے پلڑے میں رکھتے ہی بہت بھاری اور وزنی ہو جائے گا اور دفتروں والا پلڑا بہت ہلکا ہو جائے گا۔ فَلَا یَثْقُلُ مَعَ اِسْمِ اللّٰهِ شَیٌٔ اللہ کے نام سے وزنی کوئی چیز نہیں ہوسکتی (مشکوٰۃ شریف ص ۴۸۶)

رضائے الٰہی کے لئے ذکر کا اجر

حضرت عتبان بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ جو بنی سالم کے ایک فرد تھے انہوں نے فرمایا کہ ایک روز صبح کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے یہاں تشریف لائے اور فرمایا کہ قیامت کے روز جو بندہ اس حالت میں آئے گا کہ وہ رضائے الٰہی کے لئے لا الہ الا اللہ کہا ہو تو اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کی آگ حرام کردے گا (بخاری شریف)

کلمہ شریف پڑھنے کا اجر

عَن عُبَادَة بن صَامَتٌ رضی الله عنه اَنَّ النَّبِیَ صلی الله علیه وسلم قَالَ مَنْ شَهِدَ انْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ۔

حضرت عبادہ ابن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے یہ شہادت دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں تو اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ حرام فرمادیتا ہے۔

امت محمدی پر مخصوص انعام

نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی امت کی بخشش کے لئے ہمیشہ متفکر رہتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کی بخشش کے لئے دعائیں کرتے رہتے اور آہ وزاری کرتے رہتے تھے ایک دن آپ اسی طرح فکر مند تشریف فرماتے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو آپ کی بارگاہ میں بھیجا اور فرمایا آپ سے پوچھئے کیوں فکرمند ہیں تو اس نے عرض کی۔

یا محمد صلی الله علیه وسلم مَا هٰذا الحُزْنُ اَعْطَى اللّٰهُ تَعَالٰى لِاُمَّتِكَ خَمْسَةَ اَشْيئاً وَلَمْ يُعْطِيهَا اَحداً قَبْلَكَ الاَوَّلُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَلَا يُخَالِفُ ظَنَّهُ وَالثَّانِی مَنْ سُتِرَ عَلَيْهِ فِیْ الدُّنْيَا لَا يَفْضَحُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالثَّالِثُ لَمْ يُغْلَقُ عَلٰى اُمَّتِكَ بَابُ التَّوبَةِ مَا لَمْ يُغَرْغِرْ وَالرَّابِعُ مَنْ اَتٰى بِمِلْءِ الْاَرْضِ خَطِيئَةً يَغْفِرُهَا اللّٰهُ لَهٗ بَعْدَ اَنْ يَّقُولَ لااله الا الله محمد رسول الله وَالْخَامِسُ يَرْفِعُ الْعَذَابَ عَنِ الْاَمْوَاتِ بِدُعَاءِ الْاَحْيَاءِ (زهرة الرياض)

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ حزن و ملال کیسا؟ جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت کو وہ پانچ انعام عطا فرمائے ہیں جو آپ سے پہلے کسی امت کو عطا نہیں فرمائے (۱) اللہ تعالیٰ

نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنے بندے کے اس گمان کے مطابق معاملہ کرتا ہوں جس کی وہ مجھے امید رکھتا ہے اور میں اس کے ظن کی مخالفت نہیں کرتا (۲) اور وہ آدمی جس کے گناہ اللہ نے اس دنیا میں ڈھانپ دیئے ہیں اسے قیامت کے دن ظاہر فرما کر رسوا نہیں کریگا (۳) اور اس نے آپ کی امت پر وقت نزع تک توبہ قبول کرنے کا دروازہ بند نہیں فرمایا (۴) اگر کوئی آدمی زمین کے برابر گناہوں کا بوجھ لائیگا تو اس کے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے کے بعد سب گناہوں کو معاف فرمادیگا (۵) اور اللہ تعالیٰ زندہ لوگوں کے مرنے والوں کے لئے دعا کرنے سے عذاب اٹھالیگا۔

کلمۂ طیبہ بے بہا دولت ہے

رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے عرش کے سامنے ایک بہت بڑا ستون پیدا فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے عرش کے سامنے ایک بہت بڑا ستون پیدا فرمایا ہے اور جب بندہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ذکر کرتا ہے تو وہ ستون جھوم اٹھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے فرماتا ہے اے ستون سکون پذیر ہو جا۔ تو وہ جواب عرض کرتا ہے کہ میں کیسے ساکن ہو جاؤں جبکہ تو نے کلمہ طیبہ کے ذکر کرنے والے کے گناہ معاف نہیں فرمائے تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ میں نے اس کے گناہ معاف فرمادیئے ہیں۔ یہ مژدہ جانفزا سننے کے بعد وہ سکون پذیر ہو جاتا ہے (زبدۃ الواعظین)

بخشش کا بہانہ

کسی بزرگ نے فرمایا ''رحمت حق بہانہ می جوید'' کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت بہانہ تلاش کرتی ہے وہ خزانوں کو نہیں دیکھتا۔ چنانچہ روایت میں آتا ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا اور اس کا محاسبہ ہوگا تو وہ اپنے کثیر گناہوں کی وجہ سے اور نیکیوں کی قلت کی وجہ سے نار جہنم کا مستحق ہوگا وہ ہلاکت کے گڑھے میں گرنے کے قریب

پہنچے گا تو وہ خوف کے مارے تھر تھر کانپ رہا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کی اس حالت کا مشاہدہ فرما رہا ہوگا تو وہ اپنے فرشتوں سے فرمائے گا اے میرے ملائکہ اس کے اعمال کا دفتر دیکھو کیا اس میں کوئی نیکی ہے وہ اسے دفتر کی چھان بین کریں گے اور عرض کریں گے اے ہمارے پروردگار ہمیں اس کے اعمال نامہ میں کوئی نیکی نظر نہیں آئی تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا۔ کہ اس کی ایک نیکی میرے پاس موجود ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ رات کے وقت سو رہا تھا تو اچانک اس کی آنکھ کھلی اور اس نے میرا ذکر کرنے کا ارادہ کیا پھر اس پر نیند غالب آ گئی اور یہ میرا ذکر نہ کر سکا تو میں نے اس کے اس ارادہ کے سبب اس کے تمام گناہ بخش دیئے ہیں (تنبیہ الغافلین)

تسبیح کی تعریف و تحقیق

تسبیح باب تفعیل کا مصدر ہے بروزن تصریف اور اس کے معنی آنے جانے کے ہیں ۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّ لَکَ فِی النَّهَارِ سَبْحًا طَوِیْلاً ۔یعنی دن میں تمہاری آمدو رفت بہت ہے اور بعض صوفیہ کے نزدیک تسبیح کے معنی تیرنے کا ہے یعنی سر باطن کے ساتھ ملکوت کے عجائب اور جبروت و حقائق ان کے لطائف میں سیر کرنا مالک اپنے ذکر سے دریائے قلب میں تیرتا ہے ۔مرید اپنے قلب کے ساتھ بحر فکر میں روح سے بحر شوق میں عارف اپنے اسرار سے بحر غیب میں اور صدیق اپنے اسرار سے بحر انوار قدسی میں تیرتا ہے۔

شرائط قبول تسبیح

تسبیح اس وقت صحیح ہوتی ہے جب انسان معرفت کا ثبوت بن کر تعریف میں فنا ہو جائے اور یہ اہل حق کا درجہ ہے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو وصف جلال سے پہچانا اور انواع کمال کے ساتھ اس کا وصف بیان کیا ربوبیت کو اسی کی طرف وصف کیا اور اپنی ذات کو اس کے سامنے قید عبودیت کی زنجیریں پہنائیں ۔تسبیح اس وقت تک درست نہیں جب تک تم اپنے نفس کو ہر شہوت سے اپنے ایمان کو ہر نقص سے اپنی عقل کو ہر خواہشات سے اپنی التفات کو

مالوفات سے اپنے دل و دماغ کو غفلت کی ظلمت سے اپنے جسم کو عادت واکل حرام سے پاک نہ کرلو گے تب تک ہرگز کسی اسم ذات وصفات کی جلوہ گری نہ ہوگی حضرت ابراہیم خواص سے حکایت ہے میں نے اپنے دل سے تمام خواہشیں دور کردی تھیں صرف انار کی خواہش رہ گئی تھی ایک دن میں ایک بیمار کے پاس سے گزرا جس کے تمام جسم پر بھڑیں (زرد تتیا) لپٹی ہوئی تھیں اوراس کا تمام گوشت کھالیا تھا میں اس کو سلام کیا اس نے جواب دیا اور میرا نام لیا حالانکہ پہلے کبھی وہ مجھ سے واقف نہ تھا میں نے دل میں کہا اگر یہ ولی اللہ ہے تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ ان بھڑوں سے ان کو نجات مل جائے۔ فوراً ہی اس شخص نے کہا عیب حرام ہے تو خود اللہ تعالیٰ سے دعا کر کہ تجھ کو انار کی خواہش سے نجات دیدے۔ کیوں کہ بھڑوں کا جسم نوچنا بہتر ہے دل کو خواہشوں کے نوچنے سے (شمس المعارف حصہ دوم ص ۲۰۹)

ہر اعمال کے لئے شرائط

نماز باجماعت اور اعتقاد صحیح یہ مطابق کشف صریح اور طہارت حسّی معنوی اور ریاضت فکری اسرار معرفت یقین کامل تاثیر پر پورا بھروسہ ہر عمل کے لئے یہ اولین اور لازمی شرائط ہیں۔ جو شخص پوری تصریف کرنا چاہتا ہے تو اس کو چاہیئے کہ تمام اسمائے حسنیٰ کی تصریف حاصل کرے تا کہ ہر اسم اپنے موقف کو اپنی قوت عنایت کریں اور تسبیح خواں کے قلب وجگر کو ہر صفت کی تجلیٰ حاصل ہو نیز نشست کی جگہ بالکل الگ ہو۔

اسم اور عمل کے اثر کا طریقہ

خلوت میں بیٹھ کر دل کو اثر طبعی سے خالی کرے تو اسم کی تاثیر ظاہر ہوگی اور وہ لطف حاصل ہوگا جس سے حیران اور تعجب چھا جائے گا پھر سمجھو گے کہ میں بھی جبروت اعلیٰ کا ایک جز ہوں۔ نورانی محبت پر جلوہ فگن ہوگی اور ایسا نور اپنی ذات میں معلوم ہوگا جس کی برداشت نہیں ہوسکے گی۔ ذہن عاجز اور فہم قاصر نظر آئیگی پھر اس مقام سے تم کو تنزل ہوگا

۔لیکن پھر کوشش کر کے وہاں پہنچنا چاہئے یہاں تک کہ اس مقام سے الفت ہو جائے اور پھر تنزل نہ ہو سکے۔

توفیق الٰہی کا حصول

تحقیق یہ ہے کہ اشارے میں توفیق الٰہی کی ضرورت ہے جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دینا چاہتا ہے اس کے دل میں اسلام کو کھول دیتا ہے اس کے باوجود چار قاعدے بندوں کے لئے مقرر ہیں۔(۱) توحید جو سب سے زیادہ ضروری ہے (۲) سفر میں فکر (۳) ارادہ (۴) ادراک اور یہی چاروں اساسی اصول ہیں انہیں پر تحقیق کی بنیاد ہے جس کو یہ حاصل ہو گئے وہ کمال انسانی کو پہنچ گیا ایسے شخص کو اخلاص روحانی اور غلق رحمانی حاصل ہوتا ہے جس کے ذریعہ سے وہ پورا تصرف کر سکتا ہے۔

شہوت طبعی معدوم کرنے کا طریقہ

شہوت طبعی کا مادہ بغیر ایک سال بھوکے رہنے سے معدوم نہیں ہوتا ہے اسرار ریاضت میں یہی طریقہ شروع سے ہے۔لیکن طبائع کی پاکیزگی کی حد اٹھائیس دن ہے اور اسرار مقدمی کے سالک کو اکتالیس دن چلہ کرنا ضروری ہے صاحبان کمال اس کو جس کا باطن خراب ہے اپنی خلوت سے نکال دیتے ہیں کیوں کہ ان کو معلوم ہو جاتا ہے کہ اس شخص کا باطن خراب ہے۔بعض حضرات کھانے میں کم نہیں کرتے۔بلکہ دیر کر کے کھاتے یہاں تک کہ سات سات دن اور دس دس دن اور چالیس دن میں ایک مرتبہ کھاتے اور بعض حضرات اپنے کھانے کے ہم وزن ایک گیلی لکڑی رکھ لیتے۔وہ لکڑی جتنی سوکھتی جاتی اتنا ہی وہ کھانا کم کرتے جاتے حضرت سہل تستری رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ جو شخص چالیس دن بھوکا رہے اس پر ملکوت کے آثار قدرت ظاہر ہوتے ہیں۔

☆☆☆

اقسام ذکر

ذکر تین طرح کے ہوتے ہیں (۱) ذکر باللسان (۲) ذکر بالقلب (۳) ذکر بالجوارح ذخر باللسان یعنی زبان سے ذکر کرنا سے مراد اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس ثناء وغیرہ بیان کرنا خطبہ، توبہ دعا وغیرہ بھی اس میں شامل ہیں ذکر بالقلب! یعنی دل سے ذکر کرنا اللہ کی نعمتوں کا یاد کرنا اس کی عظمت و کبریائی اور اس کے دلائل قدرت میں غور کرنا علماء کا استنباط مسائل (قرآن و حدیث سے مسائل اخذ کرنا) میں غور کرنا بھی اس میں داخل ہیں۔ ذکر بالجوارح اس ذکر کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال میں غور و فکر کرے اس کی جبروت و ملکوت (عظمت و سلطنت) میں محو فکر ہو اور زمین و آسمان میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات و صفات پر جو نشانیاں قائم کی ہیں ان نشانیوں کو تلاش کرے اور اس نشان پر پہنچ کر صاحب نشان (یعنی اللہ تعالیٰ) کو یاد کرے مثلاً درندوں کی چیرہ دستی (قوت و ہیبت) کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب کو یاد کرے اولاد پر ماں کی شفقت کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی رحمت کو یاد کرے اور بلند و بالا پہاڑوں کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی عظمت و ہیبت کو یاد کرے وسیع و محیط آسمانوں کی پہنائی کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی عظمت و رفعت کو یاد کرے۔

خطرات ذکر

خطرات چار قسم کے ہوتے ہیں۔ (۱) خطرۂ شیطانی جو تکبر، غضب، عداوت، حسد وغیرہ کو موجب ہوتا ہے (۲) خطرۂ نفسانی، جو خواہش طعام شہوت جماع، حرص ذخیرہ اندوزی کی خواہش اور زیب و زینت کا موجب ہے (۳) خطرۂ ملکی جو عبادات و طاعات اور دوسرے باعث ثواب امور کا موجب ہے (۴) خطرۂ رحمانی جو اخلاص و محبت اور شوق وغیرہ کا موجب ہے۔

خطرۂ شیطانی

بائیں زانو کا سرا خطرۂ شیطانی کے دفع کرنے کا مقام ہے۔ کیوں کہ بائیں جانب شیطان کی جائے قرار ہے۔

خطرۂ نفسانی

داہنے زانو کا سرا خطرۂ نفسانی کو دفع کرنے کا مقام ہے۔ کیوں کہ بہکانے میں شیطان اور نفس کے درمیان ہمیشہ شراکت کے لئے مقابلہ رہتا ہے۔

خطرۂ ملکی

داہنا کندھا خطرۂ ملکی کو دفع کرنے کا مقام ہے کیوں کہ یہ کاتب یمین ہے

خطرۂ رحمانی

دل کی فضا خطرۂ رحمانی کی قرارگاہ اور اس کے نصب کرنے کا مقام ہے۔

ھدایت : مذکورہ بالا خطرات کی تفصیل کو ملحوظ خاطر رکھنے سے سالک کی طبیعت میں پریشانی اور حال میں پراگندگی پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ لہذا اسے امر کلی (جو ان سب کا جامع ہو) کی تلقین کرنا مناسب ہوگا چنانچہ پہلے سے لا الہ الا اللہ تعلیم کریں۔ پھر **لَا مَعْبُوْدَ اِلَّا الله** پھر **لَا مَقْصُوْدَ اِلَّا الله**۔ پھر **لَا مَطْلُوْبَ اِلَّا الله** پھر **لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا الله** پڑھنے کو کہیں اس سے سارے خطرات دفع ہو جائیں گے۔

☆☆☆

آداب ذکر

مَنہج السالک الی اشرف المسالک میں جو آداب گنوائے گئے ہیں ان کی تعداد بیس ہیں ان میں سے پانچ ذکر شروع کرنے سے پہلے ملحوظ رکھے جاتے ہیں اور بارہ وہ ہیں جن کی پابندی دوران ذکر کئے جاتے ہیں اور تین ایسے ہیں کہ ذکر سے فارغ ہو کر جن کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے وہ آداب جو ذکر سے پہلے ملحوظ رکھے جاتے ہیں وہ یہ ہیں۔(۱) توبہ (۲) اپنے قلب کو مطمئن رکھنا (۳) طہارت (۴) اپنے شیخ یعنی مرشد سے استمداد یعنی مدد چاہنا (۵) یہ جاننا کہ شیخ سے استمداد رسول اللہ ﷺ سے استمداد ہے اور آنحضرت ﷺ سے استمداد حق تعالیٰ شانہ سے استمداد ہے۔

دوران ذکر کے آداب

(۱) مربع یا دوزانو بیٹھنا (۲) دونوں ہاتھ زانو پر رکھنا (۳) مجلس ذکر کو خوشبودار کرنا (۴) پاک صاف لباس زیب تن کرنا (۵) حجرہ میں تاریکی رکھنا (۶) دونوں آنکھوں کو ڈھانپنا (۷) کانوں کے سراخوں کو اچھی طرح بند کر لینا (۸) صورت شیخ کو دل میں حاضر رکھنا (اور یہ سب سے ضروری شرط ہے) (۹) ظاہر و باطن میں صدق رکھنا (صدق سے مراد یہاں اپنے عمل کا عدم مبالغہ مراد ہے) (۱۰) اخلاص رکھنا (اخلاص سے مراد ریا سے پاک رہنا) (۱۱) کلمہ توحید کو اختیار کرنا (یعنی اسے دوسرے اذکار پر ترجیح دینا) (۱۲) کلمہ طیبہ کے معنیٰ کو ہمہ وقت ذہن میں رکھنا کہ ہر موجود وہمی معدوم ہے اور موجود حقیقی جل شانہ کی طرف مراقب متوجہ ہوتے وقت ہر موجود وہمی کی نفی ہو (حضرت شیخ کلیم اللہ ولی رحمۃ اللہ علیہ کی رائی ہے کہ صورت شیخ کو حاضر رکھنے کی طرح یہ شرط بھی نہایت ضروری اور بے حد کارآمد ہے۔

ذکر کے بعد کے آداب

(۱) ذکر کے بعد کچھ دیر تک خاموشی اختیار کئے رکھنا (۲) سانس کو روکے رکھنا (۳)

ٹھنڈی اشیاء مثلاً سرد پانی یا ہوا سے پرہیز کرنا کیوں کہ اس سے دل کی حرارت سرد ہونے کا اندیشہ ہے۔

سلسلۂ چشتیہ میں ذکر کرنے کا طریقہ

مشائخ چشتیہ نے فرمایا کہ امام اولیاء حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی آخرالزماں کے پاس آئے اور کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو راہ بتائیے جو سب راہوں سے زیادہ قریب تر ہو اللہ کی طرف اور وہ راہ افضل ہو خدا کے نزدیک اور اس کے بندوں پر آسان تر ہو تو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے اوپر لازم کرلے مداومت ذکر کی خلوت میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا کیسے ذکر کروں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟

فَقَالَ رَسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غَمِّضْ عَیْنَیْكَ وَاسْمِعْ مِنِّی ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَالنَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللہ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَ عَلِیٌّ یَسْمَعُ ثُمَّ قَالَ عَلِی کَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَالنَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم یَسْمَعُ۔

تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی آنکھوں کو بند کرو اور مجھ سے سنو تین بار آنحضرت صلی اللہ ولیہ وسلم نے تین بار فرمایا لا الہ الا اللہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سنتے تھے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تین بار لا الہ الا اللہ کہا اور آپ علیہ السلام اس کو سنتے تھے۔

پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تعلیم دی اسی طرح درجہ بدرجہ مرشد بمرشد ہم تک پہونچی۔ (القول الجمیل)

ترتیب ذکر

پہلے جاننا چاہیے کہ لا الہ الا اللہ کو نفی اور اثبات سے تعبیر کرتے ہیں۔ پس اس کے دو جز ہیں ایک لا الہ اور دوسرا الا اللہ پہلا جز یعنی لا الہ کو نفی سے اور دوسرا جز یعنی الا اللہ کو

اثبات سے تعبیر کرتے ہیں۔ لہٰذا ان کا طریقہ یہ ہے کہ نفی اور اثبات (یعنی لا الہ الا اللہ کے بعد اثبات (یعنی الا اللہ) کو اور اثبات (یعنی الا اللہ) کے بعد اسم ذات (یعنی اللہ) کو زیادہ کہنا چاہئے۔

ذکر دو ضربی

اس کی دو ضرب میں سے ایک ضرب ''لا الہ'' ہے جو داہنے کندھے پر اور دوسری ضرب ''الا اللہ'' جو فضائے دل میں لگاتے ہیں۔ دونوں ضربیں پے درپے لگائی جاتی ہیں تین یا پانچ یا سات یا نو بار لا الہ الا اللہ کہکر آخر میں ایک بار محمد رسو اللہ کہنا چاہیے۔

ذکر احاطہ

یہ ذکر اس طرح ہے یا محیط ظھراً و بطناً یہ ذکر مشاہدہ کا باعث ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ ظہراً کہتے وقت آنکھیں کھولے اور بطناً کہتے وقت بند کرے۔

ذکر برائے دفع مرض

یَا اَحَدُ داہنی جانب یَا صَمَدُ بائیں جانب اور یَا وِتْرُ دل پر کہے انشاء اللہ ہر بیماری سے محفوظ و مامون رہیں گے۔

ذکر جلی و خفی

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فَاذْکُرُو اللّٰہَ قِیَاماً وَّ قُعُوْداً وَعَلیٰ جُنُوبِکُم ۔ یعنی اللہ کو یاد کرو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے تو اس پر کوشش کرو کہ کوئی زمانہ بغیر ذکر نہ گزرے اور معلوم کرو کہ اے طالب تیرا دل تیری بائیں چھاتی کے نیچے دو انگل پر بصورت شگوفہ چلغوزہ رکھا ہے (کتاب و لغت سے معلوم ہوا کہ چلغوزہ چیڑ کے درخت کو کہتے ہین اور یہی صنوبر کا

درخت ہے جس کو بنگلہ زبان میں دیبدارو کہتے ہیں اور اس کے دو دروازے ہیں ایک دروازہ اوپر کا ہے اور دوسرا نیچے کا اوپر کے دروازہ سے مراد ہے جو جسم سے متصل ہے اور نیچے کے دروازہ سے مراد ہے جو روح سے متصل ہے۔

اَمَّا الْبَابُ الْفَوْقَانِی فَفَتْحُه بِالذِّکْرِ الْجَلِیْ فَا مَّا التَّحْتَانِیْ فَفَتْحُه بِالذِّکْرِ الْخَفِیْ۔

یعنی دل کے اوپر کے دروازے کی کشائش تو ذکر جلی سے ہوتی ہے اور نیچے کے دروازے کی کشادگی ذکر خفی سے ہوتی ہے۔

طریقۂ ذکر جلی

جب ذکر جلی کا ارادہ کرے تو چارزانو بیٹھے اور اس رگ کو پکڑے جس کا نام کیماس ہے اور اپنے داہنے پاؤں کے انگوٹھے کو دابے (کیماس وہ رگ ہے جو زانو کے تلے ران کی جانب سے اترتی ہے) اور اس کا اس طرح سے پکڑنا نفی وساوس اور جمعیت ہمت کو مفید اور دل کو گرم کردیتا ہے عجیب گرمی کے ساتھ مذکورہ طریقہ پر عمل کرتے ہوئے روبقبلہ بطور نماز کی نشست بیٹھے اور حضور دل سے ہمت کو مجتمع کرے پھر کہے **لا الہ الا اللہ** سختی اور کشیدگی کے ساتھ اور قوت کو دل کے اندر سے نکالے اور لفظ۔لَا کو ناف سے نکالے اور اس کو کھینچے داہنے مونڈھے تک اور لفظ اِلٰــہ کو دماغ کی جھلی سے اشارہ کرے تو اس تصور سے گویا تو نے غیر خدا کی محبت کو اپنے اندر سے نکالا اور اس کو اپنی پیٹھ کے پیچھے ڈالا پھر دوسری سانس لے اور **الا اللہ** کو دل میں سختی اور قوت کے ساتھ ضرب کرے۔

ذکر خفی

پھر جب طالب کو اس ذکر جلی کا اثر ظاہر ہو اور اس کا نور اس میں دکھائی دے تو اس کو ذکر خفی کا حکم کیا جائے اور ذکر جلی کے اثر سے مراد انبعاث شوق ہے (یعنی شوق کا ابھرنا) اور

نام خدا سے دل کو چین آنا اور احادیث نفس یعنی وساوس کا دور ہونا۔ اور اللہ تعالیٰ کو اس کے علاوہ پر مقدم رکھنا۔ اور جو شخص مواظبت کرے اسم ذات پر ہر دن میں چار ہزار بار مع شرائط اس کے اور دو مہینے یا اس کے مانند اس ذکر پر مداومت کرے تو اس میں یہ اثر البتہ مشاہدہ کرے گا۔ خواہ ذاکر کم فہم ہو یا تیز فہم۔

طریقۂ ذکر خفی

ذکر خفی کا طریقہ یہ ہے کہ **اللہ سمیع** دل سے کہے اور اپنے تصور میں ناف سے سینہ تک چڑھے۔ پھر اللہ بصیر کہکر سینے سے دماغ تک پہونچے۔ پھر وہاں سے **اللہ علیم** کہکر عرش تک پہونچے پھر یہی خیال کرتا ہوا درجہ بدرجہ اترے یعنی **اللہ سمیع** کہتا ہوا ناف تک ٹھہر جائے اسی طرح ہر بار کرتا رہے اور اگر **اللہ قدیر** کا اضافہ کرے تو تیسری بار آسمان تک پہونچے اور چوتھی بار عرش تک پہونچے۔

ایک اعتراض

اگر کوئی کہے کہ اے سالک کیا حکمت ہے ضربات وتشدیدات کے شرط کرنے میں اور کیا فائدہ ہے ان کے مکانات کی مراعات میں؟ تو میں جواب میں کہوں گا کہ انسان مخلوق ہے جہات مختلفہ کی طرف متوجہ ہونے پر۔ آوازوں کی طرف کان لگانے پر اور اس پر مجبول (پیدا کیا گیا) ہے کہ اس کے دل میں باتیں اور خطرات گھوما کریں تو علمائے طریقت نے یہ طریقہ نکالا اپنے غیر کی طرف متوجہ ہونے کے روک دینے کا اور خطرات بیرونی آنے سے باز رکھنے کا تا کہ آہستہ آہستہ اپنی ذات سے بھی توجہ ٹوٹ کر اس کا دھیان فقط اللہ رب العزت سے لگ جائے۔

ذکر حدادی

کلمہ لا الـــہ کو مد اور اپنے شیخ کا تصور کے ساتھ بائیں جانب سے شروع کرے اور

دونوں گھٹنوں کے بل کھڑا ہو جائے اور پھر کلمہ الا اللہ کو پوری قوت وشدت کے ساتھ فضائے دل پر مارے اور بیٹھ جائے اس ذکر کو اس طرح کرے جیسے لوہار ہتھوڑے کو دونوں ہاتھوں میں لے کر پوری زور سے لوہے پر مارتا ہے اسی طرح کرتا جائے یہاں تک کہ ذوق ملنے لگے یہ ذکر حضرت ابو حفص حداد علیہ الرحمۃ والرضوان سے منقول ہے اور اس میں بہت مشقت ہے۔

پاس انفاس

(ذکر لا الہ الا اللہ) کلمہ ''لا الہ'' کو سانس کے ساتھ باہر نکالے اور کلمہ الا اللہ کو سانس کے ساتھ اوپر کھینچے پس سانس کی آمد و رفت کے ساتھ ذکر کرتا جائے اور بست و کشاد میں نظر ہمیشہ ناف پر رکھے اتنا ذکر کرے کہ سوتے جاگتے ذاکر کا دم ذاکر ہو جائے اس ذکر سے ذاکر کی عمر دوگنی ہو جاتی ہے۔

پاس انفاس

(ذکر اللہ) کبھی پاس انفاس لفظ ''اللہ'' کے ساتھ کیا جاتا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ ''اللہ'' کی ''ھا'' کو پیش کے ساتھ ادا کرتے ہیں اس طرح کہ اس میں واو پیدا ہو جاتا ہے جیسے (ہو) اور سانس کو کھینچتے وقت ''اللہ'' کو سانس کے ساتھ ادا کرتے ہیں گویا سانس دل کی زبان بن جاتی ہے اسی طرح جب سانس کو چھوڑتے ہیں تو (ہو) کو سانس کے ساتھ کہتے ہیں! پاس انفاس میں خواہ ذکر ''اللہ'' کا کرے یا ذکر ''لا الہ الا اللہ'' کا کرے دونوں برابر ہیں اگر ذکر کرتے ہوئے نتھنوں سے آواز پیدا ہو تو اسے ناک کا ''اڑہ'' کہتے ہیں اس سے بہت شورش وسوزش اور دماغ میں حرارت وخشکی پیدا ہوتی ہے اس لئے ناک کو روغن بادام سے چپڑتے رہنا چاہیے اور سر پر اس کی مالش کرنی چاہئے اس ذکر کو کمال تک پہنچانا ضروری ہے اور کمال یہ ہے کہ ذاکر کے شعور یا اختیار کے بغیر اس کا دم ذاکر رہے۔

اختصار ذکر کلمہ طیبہ

بعض حضرات کلمہ طیبہ کا انتصار کرتے ہیں اور ھ ھُ ھِ کہکر پہلی ضرب داہنی جانب دوسری ضرب بائیں جانب اور تیسری ضرب دل پر لگاتے ہیں۔

ذکر ناسوتی وملکوتی وجبروتی ولاھوتی

مجموعی کلمہ ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ'' ذکر ناسوتی ہے اور ''الا اللہ'' ذکر ملکوتی ہے ''اللہ'' ذکر جبروتی ہے اور ''ھو'' ذکر لاہوتی ہے۔

چلتے پھرتے ذکر کرنا

اگر جلدی جلدی چلے تو ہر قدم پر ''الا اللہ'' ''الا اللہ'' کہے اگر آہستہ چلے تو داہنا قدم اٹھاتے وقت ''لا'' اور بایاں قدم اٹھاتے وقت ''اِلٰہَ'' کہے پھر داہنے پر ''الا'' اور بائیں پر ''اللہ'' کہے اور اگر متوسط رفتار چلے تو ہر قدم پر اللہ اللہ کہتا جائے۔

ذکر اجابت الدعوات

عشاء کے بعد نفل سے فارغ ہوکر ستر مرتبہ یَا وَھَّابُ کہے اس سے دنیاوی حاجات پوری ہوگی اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے۔

ذکر کشف القبور

قبر کے پاس بیٹھ کر آسمان کی طرف منھ اٹھا کر اِکْشِفْ لِیْ یَا نُوْرُ۔ کہے اور دل پر ضرب لگائے پھر اکُشِفْ لِیْ کہ کر میت کے چہرے کے مقابل میں قبر پر ضرب لگائے اور

کہے عن حالہ اس ذکر سے علانیہ یا خواب میں اس میت کا حال معلوم ہو جائے گا۔

ذکر کشف الروح

کوئی روح ہو کسی جگہ ہو اس ذکر سے ضرور حاضر ہو گی پہلے اکیس مرتبہ یا روح الروح کہے اور دل پر ضرب لگائے پھر سر اٹھا کر یا روح ماشاء اللہ کہے جب ذکر سے فارغ ہو تو مطلوب کی طرف متوجہ ہو خواب یا بیداری میں وہ روح حاضر ہو جائے گی۔ اور یہ کلمات دو ہزار بار کہے تو بہت جلد مقصد ہاتھ آئے گا۔ سید گیسو دراز علیہ الرحمۃ نے حضرت خواجہ نصر الدین چراغ دہلوی قدس سرہ سے یہ ذکر سیکھا ہے۔

پانچ عادتیں

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنھم سے مروی ہے کہ پانچ عادتیں ایسی ہیں کہ جو کوئی انہیں اختیار کر لے تو دنیا و آخرت میں سعادت مند ہو جائے (۱) وقتا فوقتا لا الہ اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتا رہے (۲) جب کسی مصیبت میں مبتلا ہو (مثلاً بیمار ہو یا نقصان ہو جائے یا پریشانی کی خبر سنے) تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن اور لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھے (۳) جب بھی نعمت ملے تو شکرانے میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن ۔ کہے (۴) جب کسی جائز کام کا آغاز کرے تو بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے (۵) جب گناہ کر بیٹھے تو یوں کہے۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ یعنی میں عظمت والا خدا سے مغفرت طلب کرتے ہوئے اس کی طرف توبہ کرتا ہوں۔

مراقبہ

مراقبہ معنیٰ ہے اپنے دل کی اس طرح نگہبانی کرنا کہ اس میں غیر اللہ ہرگز نہ آنے پائے یاد رکھو کہ دل کا وہ مرض جسے غیر اللہ سے مصروف ہونا کہا جاتا ہے اس کا باعث تین

چیزیں ہیں۔(۱) **حدیث نفس**: یہ خلوت میں ہو جلوت میں ہمیشہ قصد واختیار سے دل میں آتی ہے (۲) **خطرہ**: دل میں بغیر قصد وارادہ کے آتا ہے اور جاتا رہتا ہے (۳) **نظر بہ غیر**: یعنی اشیاءِ متکثرہ کا علم۔ فائدہ! اس مرض کا اصل علاج یہ ہے کہ باطن کو مشغول حق رکھا جائے۔

طریقۂ مراقبہ

گوشۂ تنہائی اختیار کریں نماز کی شکل میں بیٹھ جائیں سر کو زانو پر رکھیں دنیاوی خیالات وتصورات سے دل ودماغ کو خالی کرلیں اور دھیان لگائیں کہ مجھے بارگاہ رب العزت میں حضوری حاصل ہے۔ پہلے اعوذ باللہ و بسم اللہ اور درود پاک پڑھ لیں۔ اس کے بعد اَللّٰہ حَاضِرِی اَللّٰہ مَعِیْ کا ورد کریں سات بار تک اور اس کے معنی پر خوب غور وفکر کریں کہ اللہ! تو میرے پاس ہے اے اللہ! تو میرا نگہبان ہے اے اللہ! تو میرے ساتھ ہے پھر اسے گیارہ بار پڑھیں اور اس کے معنی کو باطن میں مراقبہ کے ذریعہ اتاریں اور ایسا محو ہو جائیں کہ غیر کا تصور ہی نہ رہے بلکہ خود کی بھی خبر نہ رہے شروع شروع میں تکلف وجبر سے تصور باندھنا ہوگا۔ آہستہ آہستہ خیالات وساوس پر جیسے جیسے کنٹرول ہوگا تعلق باللہ کی لذت روحانی میں اضافہ ہوگا۔ قلب کی حفاظت اور باطن کی سلامتی اس مراقبہ میں پوشیدہ ہے طالب وسالک کے لئے فتح ونصرت ہوگی۔

ہمت شیخ

یاد رہے کہ اشغال اذکار اور افکار کی یہ ساری ترتیب محض اصطلاحی ہے لیکن جس ترتیب کا تعلق ہمت سے ہے وہ کچھ دوڑ دھوپ پر موقوف نہیں ہے یہاں شیخ مرید کا تخلیہ شریعت کی نہج پر فرماتا ہے اور مرید غائب ہو یا حاضر اس کے حق میں شیخ کی امداد ہمت سے ہوتی ہے شیخ کی ہمت سے ہی فیوضات کے دروازے مرید پر کھلتے ہیں۔ یہ طریقہ بہت نادر ہے اکثر بوالہوس اس کے جویا رہتے ہیں (یعنی اکثر عقلمند اس کے ڈھونڈنے والا رہتا ہے

) کیوں کہ طریقت کے کام ان سے ہو نہیں سکتے اور اس راہ کی دشواریوں سے ان کا جی چھوٹ جاتا ہے لہذا انہیں اس طریقے کی آرزو رہتی ہے۔

احتیاج شیخ

کہا گیا ہے کہ مَن لَیسَ لَہٗ شَیْخٌ فَشَیْخُہُ الشَّیطَانُ یعنی جس کا شیخ نہیں ہے اس کا شیخ شیطان ہے۔ اس قول کی رو سے ہر صاحب دل کے لئے ضروری ہے کہ شیخ کو تلاش کرے۔ اب یہاں پر ایک مشکل در پیش آتی ہے یعنی چونکہ وہ خود مبتدی ہے اسلئے مصلح اور مفسد میں یا ولی اور غیر ولی میں امتیاز نہیں کرسکتا یا تو وہ اچھوں پر قیاس کر کے مفسدوں کو مصلح سمجھ بیٹھے گا یا اس کے برعکس بروں پر قیاس کر کے مفسد جانے گا دونوں صورتوں میں وہ غلطی پر ہوگا (پھر کیا کرنا چاہئے) شیخ شرف الدین یحیٰ منیری قدس سرہ العزیز اس مشکل کا حل یوں بیان کرتے ہیں کہ عادت الٰہی اور سنت خداوندی اس طرح جاری ہے کہ کوئی زمانہ مشائخ وزہاد و اوتاد و اخیار و نجباء ونقباء و ابدال و اقطاب اور غوث اور تمام اھل اللہ اور اھل خدمات اور عاشقین و معشوقین سے خالی نہیں رہا۔ نہ ہے نہ رہیگا پس طالب صادق پر لازم ہے کہ جو مشائخ اس راہ پر چلتے ہیں اور اس بات میں معروف ہیں۔ ان کی خدمات میں پابندی کے ساتھ حاضر ہو اور ان کی مجالس میں بار بار جائے اور ہر بار اپنے دل کو ٹٹولے اور دیکھے کہ طرح طرح کے وسوسوں اور خطرات کا ہجوم جو اس کے دل پر جما ہوا ہے وہ دور ہوا یا نہیں آیا کسی مجلس میں اسے قلب کے انقلابات سے رہائی ملتی ہوئی محسوس ہوتی ہے یا وہی پہلی سی حالت ہے اگر طالب کو کچھ بھی خطرات ووساوس سے قلب کی رہائی محسوس ہو تو اسے چاہئے کہ جس بزرگ کے دروازے سے یہ دولت وثروت ہاتھ لگی ہے اس کی صحبت اپنے اوپر لازم کرلے کیوں کہ قلیل صحبت سے اگر یہ نعمت میسر آئی ہے تو زیادہ و مستقل صحبت سے تو بہت کچھ امید ہے لیکن اگر اسے اپنی حالت میں کوئی تفاوت محسوس نہ ہو تو سمجھ لے کہ اس شیخ کے یہاں میرا نصیب نہیں ہے اور دل میں انکار لائے بغیر اپنی دوا کسی دوسرے دروازے سے طلب کرے۔

شیخ کامل کے ملنے کی دعا

شیخ محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ جو شخص آدھی رات کو اٹھ کر وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے اور جتنا ہو سکے ان دو رکعتوں میں قرآن شریف کی تلاوت کرے پھر بارگاہ خداوندی میں سربسجود ہو کر بڑی الحاح وزاری کے ساتھ استغاثہ کرے اور مندرجہ ذیل دعا پڑھے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس پر وصول کا دروازہ کھول دیگا اور اس کے اپنے کسی ایسے ولی کے پاس پہنچا دیگا جو اس طالب کی رہنمائی کر کے اسے حق تعالیٰ کی طرف پہنچا دیگا اس دعا کا بارہا تجربہ کیا جا چکا ہے اور وہ دعا حسب ذیل ہے۔

یَا رَبِّ دُلَّنِی عَلٰی عَبْدٍمِّنْ عِبَادِكَ الْمُقَرَّبِیْنَ حَتّٰی یَدُلَّنِیْ عَلَیْكَ وَیُعَلِّمَنِیْ طَرِیْقَ الْوُصُوْلِ اِلَیْكَ

اے پروردگار! تو مجھے اپنے بندوں میں سے کسی ایسے بندے کی طرف میری رہنمائی فرما کہ وہ میری رہنمائی کرے تیری طرف اور تیرے وصول کی راہ مجھے بتائے۔

فائدہ: سلسلہ شاذیہ کے متاخرین نے فرمایا ہے کہ جو شخص ہمیشہ حضور قلب کے ساتھ بلاناغہ درود شریف اور اسی طرح کلمہ طیبہ **لا الہ الا اللہ** پڑھتا رہے گا اسے ضرور شیخ کامل ملے گا۔ شاذیہ کا کہنا ہے کہ اس راہ میں ہمارے پیشوا امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔

طریقۂ چلہ

مشائخ چشتیہ علیہم الرحمہ نے فرمایا کہ جو شخص چلے میں داخل ہونے کا ارادہ کرے اس کو چند امور کی رعایت کرنا لازم ہے ہمیشہ روزہ رکھنا اور سدا قیام شب کرنا اور بولنے اور کھانے اور سونے اور صحبت خلق کو کم کر دینا اور ہمیشہ باوضو رہنا جاگنے اور سونے کی حالات میں اور مرشد کے ساتھ ہمیشہ دل کو لگائے رکھنا اور غفلت کو بالکل ترک کرنا یہاں تک کہ اس کے نزدیک غفلت از قسم حرام ہو جائے پھر جب حجرے میں داہنا پاؤں داخل کرے تو اعوذ

بـالله من الشيطان الرجيم کہے اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاس کو تین بار پڑھے اور جب بایاں پاؤں داخل کرے تو یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ وَلِيِّ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ كُنْ لِّيْ كَمَا كُنْتَ لِمُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم وَارْزُقْنِيْ مُحَبَّتَكَ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي حُبَّكَ وَاَشْغِلْنِيْ بِجَمَالِكَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُخْلَصِيْنَ اَللّٰهُمَّ امْحُ نَفْسِيْ بِجَذْبَاتِ ذَالِكَ يَا اَنِيْسَ مَنْ لَا اَنِيْسَ لَهُ يَا رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِيْنَ۔

خداوندا تو میرا کارساز ہے دنیا اور آخرت میں تو میرا مددگار رہے جیسا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مددگار و کارساز تھا اور مجھکو اپنی محبت عطا فرما الٰہی مجھ کو اپنی محبت نصیب فرما اور اپنے جمال کے ساتھ مشغول کرلے اور مجھ کو عباد مخلصین میں شمار فرما۔ الٰہی میرے نفس کو مٹا ڈال اپنی ذات کی کششوں سے اے انیس اس کے جس کا کوئی انیس نہیں۔ اے رب تو مجھ کو تنہا نہ چھوڑ اور تو بہتر وارثین سے ہے۔

پھر اکیس بار اس دعا کو پڑھے۔ اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۔ پھر دو رکعت نماز پڑھے پہلی رکعت میں آیۃ الکرسی پڑھے اور دوسری رکعت میں اٰمَنَ الرَّسُوْلُ آخر تک پھر لمبا سجدہ کرے اور دعا میں خوب دل جمعی کرے پھر پانچ سو بار یَا فَتَّاحُ کہے پھر ان اذکار میں مشغول ہوں یعنی ذکر جلی اور پاس انفاس اور مراقبہ وغیرہم۔

صلوٰۃ کُن فَیَکُوْنُ

مشائخ چشتیہ کے یہاں ایک نماز ہے جس کو صلوٰۃ کن فیکون کہتے ہیں اس نام سے اس کو موسوم کرنا اس وجہ سے ہے کہ مطلب برآری میں اس کی تاثیر نہایت جلد اور قوی ہے۔ لہذا مشائخ چشتیہ نے اس نماز کے بارے میں کہا ہے کہ جس کو سخت حاجت پیش آئے تو چاہئے کہ ہر رکعت کو لیالی ثلثہ یعنی چہار شنبہ اور پنج شنبہ اور جمعہ کی راتوں میں دو رکعت نماز

ادا کرے پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ ایک بار اور قُل ھُوَ اللّٰہ احد سو بار پڑھے اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ سو بار اور قُل ھُوَ اللّٰہ اَحد ایک بار اور سو بار یوں کہے اے آسان کنندہ دشواریہا۔ اور اے روشن کنندہ تاریکیہاں سو بار (یعنی دونوں مصرع کو سو سو بار پڑھے) پھر سو بار استغفار کرے اور سو بار درود پاک پڑھے اور حق تعالیٰ سے دعا کرے بحضور قلب پھر جب تیسری رات ہو تو بھی یہی کرے جو مذکور ہوا پھر پگڑی یا ٹوپی کو سر سے اتارے اور اپنی آستین کو اپنی گردن میں ڈالے اور رائے اور اللہ رب العزت سے دعا کرے پچاس بار تو بالضرور انشاء اللہ تعالیٰ دعا اس کی مستجاب ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فائدہ : بعض ناواقفوں نے اعتراض کیا ہے کہ آستین گردن میں ڈالنا کیسے جائز ہوگا؟ حالانکہ ادعیۂ ماثورہ میں یہ ثابت نہیں۔ ہم جواب میں کہیں گے کہ قلب رداء یعنی چادر کا الٹنا پلٹنا نماز استسقاء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے تا کہ حال عالم بدل جائے تو اسی طرح آستین گردن میں ڈالنا امر مخفی کے اظہار کے واسطے یعنی تضرع کے یا واسطے اشعار گردش حال کے حصول مقصود سے کیوں جائز نہ ہوگا۔

اعتراض : بعض نادان کہتے ہیں کہ قادریہ چشتیہ اور نقشبندیہ وغیرہ کے اشغال مخصوصہ صحابہ اور تابعین کے زمانے میں نہیں تھے تو بدعت سیئہ ہوئے۔ الجواب! ہم کہیں گے کہ جس امر کے واسطے اولیاء طریقت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے یہ اشغال مقرر کئے ہیں وہ امر زمانۂ رسالت سے اب تک برابر چلا آرہا ہے گو کہ اس کی تحصیل کے طریقے مختلف ہیں فی الواقع اولیاء طریقت مجتہدین شریعت کے مانند ہوئے مجتہدین شریعت نے استنباط احکام کے لئے شریعت کو اصول ٹھہرائے اور اولیاء طریقت نے باطن شریعت کی تحصیل کیلئے (جس کو طریقت کہتے ہیں) قواعد مقرر فرمائے تو یہاں بدعت سیئہ کا گمان سراسر غلط ہے۔ ہاں یہ البتہ ہے کہ حضرات صحابہ کو بسبب صفاء طبیعت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور تحصیل نسبت میں ایسے اشغال کی حاجت نہ تھی بخلاف متاخرین کے ان کو بسبب بعد زمان رسالت۔ اشغال مذکورہ کی حاجات ہوئی جیسے صحابۂ کرام تو قرآن وحدیث کے فہم وفراست

میں قواعد صرف اور نحو کے دریافت کی حاجت نہ تھی اور اہل عجم اور فی الحال عرب اس کے محتاج ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

وظائف نافعہ

سُبْحَانَ اللّٰه وَالْحَمْدُ لِلّٰه وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه وَاللّٰه اَكْبَر۔ حدیث شریف میں اس کلمے کی بڑی فضیلت آئی ہے کہ قرآن کے بعد یہ سب سے افضل کلام ہے اور یہ قرآن ہی سے ماخوذ ہے (۱) جس نے اس کو پڑھا ہر حرف کے عوض دس نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں لکھی جاتی ہیں (۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کلمات کا پڑھنا مجھے ان سب سے زیادہ محبوب ہے جن پر آفتاب طلوع کرے یعنی دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ پسندیدہ ہے (۳) ان میں کے ہر کلمے کے عوض جنت میں تیرے لئے ایک درخت لگایا جائے گا (۴) یہ تمہارے لئے جہنم کی آگ سے بچاؤ کا آلہ ہے (۵) اس کا ہر کلمہ ایک صدقہ ہے۔

الباقیات الصالحات

حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "باقیات صالحات" (یعنی وہ نیک اعمال جو ہمیشہ رہنے والے ہیں) کو کثرت سے پڑھا کرو کسی نے عرض کیا کہ وہ کیا چیزیں ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تکبیر "اللہ اکبر" کہنا۔ تہلیل "لا الہ الا اللہ" کہنا۔ تسبیح "سُبْحَانَ اللّٰہ" کہنا۔ تحمید "اَلْحَمْدُ لِلّٰه" کہنا اور "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه" کہنا۔

حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ دیکھو خبردار ہو سُبْحَانَ اللّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰه لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه اَللّٰهُ اَكْبَر باقیات صالحات میں ہیں۔ دوسری حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دیکھو اپنی حفاظت کا انتظام کرلو۔ کسی نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی دشمن کے حملہ سے جو درپیش ہے؟ تو آپ علیہ السلام نے

فرمایانہیں بلکہ جہنم کی آگ سے حفاظت کاانتظام کرواوروہ سُبْحَانَ اللّٰہِ اَلْحَمْدُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَللّٰہُ اَکْبَر کاپڑھنا ہے کہ یہ قیامت کے دن آگے بڑھنے والے کلمے ہیں (سفارش کریں) یا آگے بڑھانے والے ہیں (کہ بڑھنے والےکو جنت کی طرف بڑھاتے ہیں)اور پیچھے رہنے والے ہیں (حفاظت کریں)احسان کرنے والے اور یہی باقیات صالحات ہیں۔

صفائی قلب

سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ الرَّحِیْم اس آیت کریمہ کواپنے نام کے اعداد کے مطابق پڑھے بہت زیادہ مفید ہےاور قلب کامجلّی ہے۔

وسوسوں کے علاج

(۱)جب بھی وساوس آویں اعوذ بالله من الشيطان الرجيم ایک بار پڑھنے کے بعدالٹے کندھے کی طرف رخ کر کے تین بارتھوتھوکردے اگرنماز میں آئیں توجب سلام پھیرچکیں تواس وقت یہ عمل کریں (۲) روزانہ دس مرتبہ اَعُوذُ بِاللّٰہ پڑھنے والے پر شیطان سے حفاظت کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ مقرر کر دیتا ہے(تفسیر نعیمی)(۳) جب وسوسے آئیں تو اعوذ بالله وَلا حول ولا قوة الا بالله پڑھیں یا پھر اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ پڑھیں (الملفوظ)(۴)سورۂ ناس یعنی قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھنے سے بھی وسوسے دور ہوتے ہیں۔(۵)صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ جوکوئی صبح و شام اکیس اکیس بار لا حول شریف پانی پردم کرکے پی لیا کرے توانشاءاللہ تعالیٰ وسوسۂ شیطانی سے بہت حدتک امن وسلامت میں رہے گا۔(مراۃ)(۶)جس کو وسوسہ ہوتاہواس کوچاہئے کہ ھُوَالْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْم . کاوردرکھیں۔

دفع رنجیدگی کے لئے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی رنجیدگی اور بے چینی لاحق ہوا کرتی تھی تو اس وقت دعا کا ورد فرماتے تھے لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ الْحَلِيْمُ الْحَكِيْم لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْم لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْم (ترمزی شریف ص۔۱۸۱ ج۔۲)

ننانوے بیماریوں کی دوا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه کہا تو یہ اس کے لئے ننانوے بیماریوں کی دوا ہے ان میں سب سے ہلکی بیماری رنج والم ہے (اَلتَّرْغِيْبُ وَالتَّرْهِيْب ص۔۲۸۵ ج ۲)

گناہوں کے معافی کے لئے

سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس دعا کو پڑھتا ہے اس کے لئے جنت میں ایک درخت لگا دیا جاتا ہے اور آپ علیہ السلام نے فرمایا جو اس دعا کو سو بار کہے اس کے تمام صغیرہ گناہ معاف ہوں گے۔ اگر چہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔ ابوداؤد شریف ص ۲۱۴ ج ا میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اس دعا کو پڑھتا رہے اس کے لئے جنت واجب ہوگئی رَضِيْتُ بِاللّٰـهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا صلی اللہ علیہ وسلم۔

سید الاستغفار

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو مسلمان یقین قلب کے ساتھ دن میں اس

دعا کو پڑھ لے اگر اس دن شام سے پہلے مریگا تو جنتی ہوگا اور اگر رات میں پڑھ لے گا اور صبح سے پہلے مریگا تو جنتی ہوگا اس دعا کا نام سید الاستغفار ہے اور وہ یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّی لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ لَكَ بِذَنْبِی فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّه لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔ (بخاری شریف ج۲ص۹۳۳)

زبان پر ہلکے میزان پر بھاری

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دو کلمے ایسے ہیں جو زبان پر ہلکے اور میزان پر بھاری ہیں اور اللہ تعالیٰ کو پیارے ہیں اور وہ یہ ہیں۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ (بخاری شریف)

ادائے قرض کے لئے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن مسجد میں تشریف لے گئے تو آپ نے وہاں حضرت ابو امامہ انصاری رضی اللہ عنہ کو دیکھا آپ نے فرمایا اے ابو امامہ تم اس وقت میں جب کہ نماز کا وقت نہیں ہے مسجد میں کیوں کیسے بیٹھے ہوئے ہو؟ حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بہت سے افکار اور قرضوں کے بارے زیر ہو رہا ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تم کو ایک ایسا کلام نہ تعلیم کروں کہ جب تم اس کو پڑھو تو اللہ تعالیٰ تمہاری فکر کو دفع فرمادے اور تمہارے قرض کو ادا کردے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور مجھے تعلیم فرمایئے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم روزانہ صبح و شام یہ دعا پڑھ لیا کرو۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعِجْزِ وَالْکَسْلِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ

وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ ۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اس دعا کو پڑھا تو میری فکر جاتی رہی اور خداوند تعالیٰ نے میرے قرض بھی ادا فرما دیئے (ابوداؤد ص ۲۱۷ ج ۱)

نماز حاجت

جس شخص کو کوئی حاجت پیش آئے تو اسے چاہئے کہ اچھی طرح وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے پھر سلام کے بعد اس طرح دعا کرے اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّی اَتَوَجَّهُ بِکَ اِلیٰ رَبِّی فِی حَاجَتِی ھٰذِهٖ لِتَقْضِیَ لِیْ اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ. حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک نابینا شخص حضور کے پاس آیا اور عرض کیا کہ حضور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے شفا دے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اچھی طرح وضو کرنے۔ اور دو رکعت نماز پڑھنے اور پھر مذکورہ دعا مانگنے کا حکم دیا اس نے ایسا ہی کیا پھر جب اٹھا تو اس کی آنکھ بینا ہو چکی تھی (ترمذی شریف، ابن ماجہ)

مجلس سے اٹھنے کی دعا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کسی مجلس سے اٹھتے وقت یہ پڑھ لیتا ہے. سُبْحَانَکَ اَللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ. تو اللہ تعالیٰ اس مجلس میں جو کچھ ہوا اور ہوتا ہے معاف کر دیتا ہے (طحاوی شریف ج ۲ ص ۳۶۷)

اگر کسی کا وظیفہ چھوٹ جائے

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو آدمی اپنا پورا یا کچھ وظیفہ چھوڑ کر سو جائے تو نماز فجر اور نماز ظہر کے درمیان اگر پڑھ لے تو اس کا وہی ثواب لکھا جائے گا گویا اس

نے رات ہی کو پڑھا ہو (ترمزی شریف ج ا ص ۷۵)

قوت حافظہ کے لئے

(۱) رات کو سوتے وقت سورۂ اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ سترہ بار پڑھ کر سینہ پر دم کرے اور صبح سورۂ اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ سترہ بار پڑھ کر تھوڑے پانی پر دم کر کے پی لے انشاء اللہ تعالیٰ حافظہ قوی ہوگا اور جو پڑھا جائے گا یاد رہے گا آزمودہ ہے (۲) اول و آخر دس دس بار درود شریف بعد کو یہ دعا پڑھے اس کے بعد کتاب پڑھے چند روز برابر یہ عمل فجر کے بعد کرے انشاء اللہ تعالیٰ بیحد فائدہ ہوگا۔ اَللّٰھُمَّ اَکْرِمْنِی بِنُوْرِ الْفَھْمِ وَاَخْرِجْنِیْ مِنْ ظُلُمٰتِ الْوَھْمِ (۳) جو شخص پڑھی ہوئی چیزوں کو یاد رکھنا چاہے تو اسے چاہیئے کہ اس دعا کو اَللّٰھُمَّ افْتَحْ عَلَیْنَا حِکْمَتَکَ وَانْشُرْ عَلَیْنَا رَحْمَتَکَ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ۔ کتاب شروع کرنے سے پہلے پڑھ لیا کرے۔

فوائد اسمائے باری تعالیٰ

یَا رَحْمٰنُ: نسیان وغفلت اور سختی قلب دور کرنے کے لئے ہر نماز کے بعد سو مرتبہ ورد رکھے کامیابی ہو۔

یَا قُدُّوْسُ: ہر روز سو بار زوال آفتاب کے وقت پڑھے صفائی قلب نصیب ہو اور جمعہ کے دن بعد نماز جمعہ روٹی کے ٹکڑے پر لکھ کر کھائے صفات جمیلہ اور ملکوتیہ پیدا ہونگے۔

یَا خَالِقُ: جو شخص اس اسم پاک کا ورد کثرت سے کرے اس کا دل اور منہ روشن و منور ہو اور اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا کرے تاکہ عبادت کرے اور اس بندہ کے حق میں دعا کرے اور قیامت کے دن اس کا چہرہ نورانی ہو۔

یَاعَلِیْمُ: اس اسم شریف کا کثرت سے ورد کرنا معرفت الٰہی کے لئے مفید ہے اور اکیس مرتبہ پانی پر دم کر کے چالیس دن تک نہار منہ پلانے سے بچہ صاحب علم ہوگا اور حافظہ اس کا

روشن ہو جائے گا۔

یَا بَاعِثُ: دل میں نور پیدا ہونے کے لئے دو سو ایک مرتبہ سینہ پر ہاتھ رکھ کر پڑھے دل منور ہو جائے گا۔

یَا مُحْصِیُ: جو شخص اس اسم پاک کو جمعہ کی رات میں ایک ہزار بار پڑھے عذاب قبر اور عذاب محشر سے بے خوف ہو۔

یَا مُقْسِطُ: وسوسۂ شیطانی سے محفوظ رہنے کے لئے اس اسم شریف کو سو مرتبہ پڑھنا بہت ہی مفید ہے۔

یَا مُمِیْتُ: جو شخص نفس امارہ سے عاجز ہو وہ سونے کے وقت سینہ پر ہاتھ رکھ کر اس اسم شریف کو پڑھتے ہوئے سو جائے اس کا نفس مغلوب ہوگا۔

یَا عَفُوُّ: جس کے گناہ بہت زیادہ ہوں وہ اس اسم شریف کی کثرت کرے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کے سب گناہ معاف فرمائے گا۔ انشاء اللہ۔

یَا غَنِیُّ: جو شخص طمع (لالچ) میں مبتلا ہو اور اس سے نجات چاہتا ہو تو اس کو چاہئے کہ اس اسم شریف کو گیارہ یا اکیس بار پڑھکر دونوں ہاتھوں پر دم کر کے ہر عضو پر مل لے انشاء اللہ تعالیٰ طمع سے چھٹکارا نصیب ہوگا۔

ریاکاری

ریا یعنی دکھاوے کے لئے کام کرنا اور یہ چیز بہت ہی بری ہے ان کی وجہ سے عبادت کا ثواب نہیں ملتا بلکہ گناہ ہوتا ہے اور یہ شخص مستحق عذاب ہوتا ہے اس کے تعلق سے کچھ احادیث کریمہ ملاحظہ ہوں۔

عَنْ مَحْمُوْدِبْنِ لَبِيْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكِ الْاَصْغَرَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الشِّرْكُ الْاَصْغَرُ قَالَ الرِّيَاءُ (احمد)

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے بارے میں جس چیز سے میں ڈرتا ہوں وہ شرک اصغر ہے صحابۂ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ شرک اصغر کیا چیز ہے؟ فرمایا ریا (دکھاوے کے لئے کام کرنا)

مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور اموال کی طرف نظر نہیں فرماتا وہ تمہارے دل اور تمہارے اعمال کی طرف نظر کرتا ہے اور امام احمد نے شداد بن اوس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ یہ روئے تو کسی نے پوچھا کیوں روتے ہو؟ تو انہوں نے کہا کہ ایک بات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی وہ یاد آگئی اسی نے مجھے رلادیا حضور کو میں نے یہ فرماتے سنا کہ میں اپنی امت پر شرک اور شہوت خفیہ کا اندیشہ کرتا ہوں میں نے عرض کی یارسول اللہ! کیا آپ کی امت آپ کے بعد شرک کرے گی؟ آپ نے فرمایا ہاں! وہ لوگ آفتاب و ماہتاب اور پتھر و بت کو نہیں پوجیں گے بلکہ اپنے اعمال میں ریا کریں گے اور شہوت خفیہ یہ ہے کہ صبح کو روزہ رکھے گا پھر کسی خواہش سے روزہ توڑ دے گا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍ وَاَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ، صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ مَنْ سَمِعَ النَّاسُ بِعَمَلِهٖ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ اَسَامِعَ خَلْقِهٖ وَ حَقَّرَهُ صَغَّرَهُ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص لوگوں میں اپنے عمل کا چرچہ کریگا تو خدائے تعالیٰ اس کی (ریاکاری) کو مشہور کردیگا اور اس کو ذلیل و رسوا کریگا۔

ابن ماجہ شریف میں حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بندہ نے جب علانیہ نماز پڑھی تو خوبی کے ساتھ پڑھی اور جب پوشیدہ طور پر پڑھی تو بھی خوبی کے ساتھ پڑھی تو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا یہ بندہ سچا ہے (یعنی ریاکاری نہیں کرتا) محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب اشعۃ اللمعات میں تحریر فرماتے ہیں کہ شرک کی دوقسمیں ہیں جلی اور خفی

بت پرستی کرنا کھلا شرک ہے (یہ شرک جلی ہے) اور ریا کاری جو کہ غیر خدا کے لئے عمل کرتا ہے وہ بھی پوشیدہ طور پر بت پرستی کرتا ہے (یعنی یہ شرک خفی ہے) جیسا کہ کہا گیا ہے کہ ہر وہ چیز جو تجھے خدائے تعالیٰ سے روکے وہ تیرا بت ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

ریا کاری کی سزا

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وادیٔ حزن یا حزن کی گھاٹی سے پناہ مانگو! پوچھا گیا حضور وہ کیا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ جہنم کی ایک ایسی وادی ہے جس سے ہر روز جہنم بھی ستر مرتبہ پناہ مانگتا ہے یہ وادی اللہ تعالیٰ نے ریا کاریوں کے لئے تیار فرمایا ہے۔

نبی آخر الزماں سرور کون ومکاں مالک کل جہاں حامی بیکساں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگوں میں سب سے پہلے اس شخص کا فیصلہ ہوگا جو اللہ کی راہ میں شہید ہوا تھا۔ اس کو اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کیا جائے گا اللہ تعالیٰ وہ نعمتیں یاد دلائیگا جو دنیا میں اس کو عطا کی گئی تھیں جب بندہ کو وہ یاد آجائیں گی تو فرمائے گا۔ تم نے ان کے شکریہ میں کیا عمل کیا؟ بندہ عرض کرے گا میں تیرے راستے میں قتال کیا یہاں تک کہ شہید ہوگیا اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹا ہے تو نے تو قتل اس نیت سے کیا تھا کہ تجھ کو بہادر کہا جائے۔ سو وہ کہہ دیا گیا اب ہمارے پاس تیرے لئے کوئی ثواب نہیں پھر اس کے متعلق حکم دیا جائے گا تو منہ کے بل گھسیٹ کر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ اس کے بعد پھر ایک ایسا شخص کو بارگاہ الٰہی میں پیش کیا جائے گا جس نے قرآن پڑھا اور علم حاصل کیا اور اس کی لوگوں کو تعلیم بھی دی۔ اللہ تعالیٰ اس کو بھی اپنی نعمتیں یاد دلائے گا جو دنیا میں اس کو دی گئی تھیں جب اس کو یاد آجائیں گی تو فرمائے گا تو نے ان کے شکریہ میں کیا عمل کیا؟ تو وہ بندہ عرض کرے گا میں نے علم حاصل کیا اور لوگوں کو اس کی تعلیم دی اور قرآن پڑھایا۔ فرمائے گا تو جھوٹا ہے تو نے تو علم اس نیت سے سیکھا تھا کہ تجھ کو عالم کہا جائے۔ اور قرآن اس نیت سے پڑھا تھا کہ تجھ کو

قاری کہا جائے سو کہہ دیا گیا اب ہمارے پاس تیرے لئے کچھ ثواب نہیں پھر حکم دیا جائے گا تو اس کو منھ کے بل گھسیٹ کر فرشتے دوزخ میں ڈالیں گے اس کے بعد پھر ایک ایسا شخص کو بارگاہ الٰہی میں پیش کیا جائے گا جس پر اللہ تعالیٰ نے بہت کشادگی فرمائی تھی اور ہر قسم کے اموال، نقدی، جائداد، اور دیگر سامان عطا کئے تھے اس کو بھی اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں یاد دلائے گا جب اس کو وہ نعمتیں یاد آجائیں گی تو فرمائے گا تو نے ان کے شکریہ میں کیا عمل کیا بندہ عرض کرے گا جن جن طریقوں میں خرچ کرنا تیرے نزدیک پسندیدہ ہے میں نے ان میں سے ہر طریقے میں خرچ کیا اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹا ہے تو نے تو بس اس نیت سے خرچ کیا تھا کہ تجھ کو سخی کہا جائے سو کہہ دیا گیا اب ہمارے پاس تیرے لئے کوئی ثواب نہیں تو پھر حکم دیا جائے گا کہ تو منھ کے بل گھسیٹ کر فرشتے دوزخ میں ڈال دیں گے۔

ریاکار جنت سے محروم

طبرانی نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ لوگوں کو جنت کا حکم ہوگا جب جنت کے قریب پہنچ جائیں گے اور اس کی خوشبو سونگھیں گے اور محل اور جو کچھ جنت میں اللہ تعالیٰ نے جنتیوں کے لئے سامان تیار کر رکھا ہے دیکھیں گے۔ پس پکارا جائے گا کہ انہیں واپس کرو جنت میں ان کے لئے کوئی حصہ نہیں یہ لوگ حسرت کے ساتھ واپس ہوں گے کہ ایسی حسرت کسی کو نہیں ہوئی اور یہ لوگ کہیں گے کہ اے رب تو نے ہمیں پہلے ہی جہنم میں داخل کر دیا ہوتا تو یہ ہم پر آسان ہوتا۔ ارشاد فرمائے گا ہمارا مقصد ہی یہ تھا اے بدبختوں جب تم تنہا ہوتے تھے تو بڑے بڑے گناہوں سے میرا مقابلہ کرتے تھے اور جب لوگوں سے ملتے تھے تو خشوع کے ساتھ ملتے تھے جو کچھ دل میں میری تعظیم کرتے اس کے خلاف لوگوں پر ظاہر کرتے لوگوں سے تم ڈرے اور مجھ سے نہ ڈرے لوگوں کی تعظیم کی اور میری تعظیم نہیں کی لوگوں کے لئے گناہ چھوڑے میرے لئے نہیں چھوڑے لہٰذا تم کو آج عذاب چکھاؤں گا اور ثواب سے محروم کروں گا۔

نیت گن برکت

ایک گاؤں کے کچھ لوگ شیطان کے بہکاوے سے ایک درخت کی پوجا کرنے لگے اسی گاؤں کے عابد صاحب جو ہمیشہ عبادت الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ان لوگوں کی یہ کفریہ حرکت دیکھ کر جلال میں آجاتے ہیں اور ایک کلہاڑی لے کر اس درخت کو کاٹنے کے لئے چل دیتے ہیں یہ خیال کرتے ہوئے کہ ''نہ رہے بانس نہ بجے بانسری'' راستے میں شیطان سے ملاقات ہو جاتی ہے شیطان کہنے لگتا ہے۔عابد صاحب! کسی بھی صورت میں میں اس درخت کو کاٹنے نہیں دونگا۔آخر کار باتوں باتوں میں دونوں کے درمیان لڑائی شروع ہ جاتی ہے۔عابد صاحب بار بار شیطان کو پچھاڑ دیتے ہیں۔چونکہ ان کے پاس اخلاص اور نیک نیت کی طاقت تھی اس لئے عابد صاحب غالب اور حاوی ہو جاتے ہیں اور شیطان مغلوب و عاجز ہو جاتا ہے۔آخر کار شیطان اپنا ایک اور داؤں استعمال کرتا ہے کہنے لگتا ہے عابد صاحب! آپ اس درخت کو کاٹنے کی تکلیف نہ کیجئے۔آپ اپنے عبادت خانے میں تشریف لے جائیے میں روزانہ آپ کے مصلے کے نیچے ایک اشرفی رکھ دیا کرونگا۔آپ اسی سے سحری اور افطار کا انتظام کر لیجئے گا اور صدقہ و خیرات بھی کرتے رہئے گا۔شیطان کی بات سن کر عابد صاحب کا خیال بدل جاتا ہے اشرفی کا نام سن کر شیطان کے جال میں پھنس جاتے ہیں۔اور سیدھے اپنے گھر کو واپس آجاتے ہیں اور نماز، روزہ اور اوراد و وظائف میں مصروف ہو جاتے ہیں۔اور سیدھے اپنے گھر کو واپس مصلّے کے نیچے سے اشرفی نکال لیتے ہیں اور اسی سے اپنے ساری ضروریات پوری کر لیتے ہیں۔

ایک ہفتہ بعد شیطان مصلّے کے نیچے اشرفی رکھنا بند کر دیتا ہے عابد صاحب روز مصلّے اٹھاتے ہیں اور جھاڑ جھاڑ کر تھک جاتے ہیں شیطان کی وعدہ خلافی پر عابد صاحب کو پھر جلال آجاتا ہے وہ پھر اس درخت کو کاٹنے کے لئے چل دیتے ہیں راستے میں شیطان کو دیکھتے ہی عابد صاحب کا غصہ اور بڑھ جاتا ہے اس کو پچھاڑنے کے لئے ایک دم حملہ کر دیتے

ہیں مگر ہر مرتبہ شیطان ان کو پچھاڑ دیتا ہے ادھر عابد صاحب حیران ہیں اور ادھر اپنی کامیابی پر شیطان مسکرا کر کہنے لگتا ہے عابد صاحب پہلی بار آپ کی جیت اس لئے ہوئی تھی کہ آپ کے دل میں اخلاص و نیک نیت تھی آپ صرف رضائے الٰہی کے لئے درخت کاٹنے جارہے تھے اور اب آپ درخت اسلئے کاٹنے جارہے ہیں کہ آپ کو مصلے کے نیچے اشرفی نہیں ملی۔

دوستو! معلوم ہوا کہ اخلاص و نیک نیت کے ساتھ جو کام کیا جاتا ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی غیبی طاقتیں شامل حال ہوتی ہیں جو کائنات کا تمام طاقتوں پر غالب ہوتی ہے اور جس میں للّٰہیت نہ ہو بلکہ ذرا سی ریاکاری ہو تو اس میں ذلت و رسوائی ہے۔

عجیب دیوانہ

ایک آدمی نے ایک غلام خریدا غلام نے کہا اے میرے آقا میں تین شرطیں لگاتا ہوں (۱) آپ مجھے فرض نماز سے منع نہیں کریں گے جب اس کا وقت آجائے (۲) آپ مجھ کو دن میں جو چاہے حکم دیں رات کو حکم نہیں کریں گے (۳) اپنے گھر میں میرے لئے ایک کمرہ جدا کردیں جس میں میرے سوا کوئی دوسرا داخل نہ ہو اس آدمی نے کہا میں نے یہ تمام شرطیں قبول کر لی پھر اس آدمی نے کہا کہ اپنے لئے کمرہ پسند کرلو۔ چنانچہ غلام نے ایک خراب سا کمرہ جو ٹوٹا پھوٹا تھا پسند کرلیا اس پر اس آدمی نے کہا اے غلام! تو نے خراب وخستہ کمرہ کیوں پسند کیا غلام نے جواب دیا۔ اے میرے آقا کیا آپ نہیں جانتے کہ ٹوٹا پھوٹا کمرہ بھی اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کے ذکر کی برکت سے باغ بن جاتا ہے چنانچہ وہ غلام دن کو اپنے آقا کی خدمت کرتا اور رات بھر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا کچھ مدت کے بعد ایک رات کو اس کا آقا گھر میں چلتے چلتے غلام کے کمرہ میں پہنچ گیا تو دیکھا کہ کمرہ روشن ہے اور غلام سر بسجود ہے اور اس کے سر پر آسمان و زمین کے درمیان ایک روشن قندیل (فانوس) معلق ہے اور غلام اللہ رب العلمین کی بارگاہ میں عاجزی و زاری کے ساتھ مناجات کررہا ہے کہ اے اللہ تو نے مجھ پر میرے آقا کا حق اور دن کو اس کی خدمت لازم کردی ہے اگر یہ مصروفیت نہ

ہوتی تو میں دن رات تیری عبادت میں مصروف رہتا اس لئے اے میرے رب! میرا عذر قبول فرمالے اور آقا اسے دیکھتا رہا یہاں تک کہ صبح ہوئی اور روشن قندیل واپس چلی گئی اور مکان کی چھت مل گئی یہ سارا منظر دیکھ کر آقا واپس آگیا اور سب ماجرا اپنی بیوی کو کہہ سنایا ۔دوسری رات وہ اپنی بیوی کو بھی ساتھ لیکر غلام کے دروازہ پر آیا دیکھا کہ غلام سجدے میں پڑا ہے اور قندیل اس کے سر پر ہے وہ دونوں کھڑے ہوئے یہ سب منظر دیکھ رہے تھے اور رو رہے تھے آخرکار صبح ہوئی تو انہوں نے غلام کو بلا کر کہا تم اللہ کی خاطر آزاد ہو تا کہ تم جو عذر پیش کر رہے تھے وہ دور ہو جائے اور تم یکسوئی کے ساتھ اللہ رب العزت کی عبادت کر سکو ۔غلام نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور کہا۔**یَا صَاحِبَ السِّرِّ اِنَّ السِّرَّ قَدْ ظَهَرَ وَلَا اُرِیْدُ حَیَاتِی بَعْدَ مَا اشْتَهَرَ** ۔ترجمہ!اے صاحب راز راز تو کھل گیا اب راز کھل جانے کے بعد میں زندگی نہیں چاہتا پس اسی وقت وہ غلام گرا اور اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (مکاشفۃ القلوب ص ۹۸)

پیارے دوستو! دیکھا آپ نے کس قدر مخلص غلام تھا اس کے عابد و زاہد ہونے کا راز فاش ہو گیا اس لئے دنیا میں زندہ رہنا دوبھر ہو گیا۔اس کی ایک ہی آرزو تھی کہ جس پیارے خدا کا ذکر کر رہے ہیں جس معبود حقیقی کی عبادت کر رہے ہیں بس وہی جانتا ہو کوئی اور نہ دیکھنے پائے یہ کمال درجہ کا اخلاص تھا مگر آج ہمارا کیا حال ہے ہم سے عمل تو کچھ ہوتا نہیں پھر بھی یہی خواہش رہتی ہے کہ لوگوں میں ہماری واہ واہ ہوتی رہے نیک نامی بڑھتی رہے چند سکے اگر مسجد میں چندہ دے بھی دیا تو یہ خواہش ہوتی ہے بلکہ مطالبہ ہوتا ہے کہ ہمارا نام لیکر دعا کر دی جائے۔اپنے نفس و ضمیر سے پوچھئے کہ کہیں یہ نفس کی کوئی چال تو نہیں۔

یہ مطالبہ اس لئے تو نہیں ہو رہا کہ لوگوں کو سخاوت کا علم ہو جائے کہ جناب نے مسجد میں چندہ دے ڈالا ہے ہر ایک کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ لوگ میری تعظیم کیا کریں۔اور میری تعریف کی جائے۔لوگ ادب کے ساتھ مجھ سے بات کریں۔آہ!اے اخلاص! تو کب اور کس طرح ہم نادانوں کے زنگ آلود دلوں کی صفائی کرے گا؟ ہم کب صرف اور

صرف اللہ کی رضا کے لئے کام کرنا سیکھیں گے ہماری ''میں'' کب نابود ہوگی شہرت ونیک نامی کی خواہش کب ختم ہوگی۔

میرے اعمال سیاہ نے کیا جینا دوبھر
زہر کھاتا تیرے ارشاد نے کھانے نہ دیا

اے اللہ تعالیٰ ہمیں اخلاص کی لازوال دولت سے مالا مال کر کے ریا کاری کی تباہ کاری سے بچالے اپنے مخلص محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں ہمیں سراپا اخلاص بنادے۔آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم و بوسیلۃ غوث الاعظم الجیلانی و معین الدین الاجمیری رحمۃ اللہ علیہما۔

طالب دعا

احقر محمد عبدالعزیز کلیمی

مانک چک مالدہ غفرلہ ووالدیہ

۳۱/اگست ۲۰۰۷ء مطابق

۱۷/شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ بروز جمعہ مبارکہ

Azize Millat

Mufti Mohammad Abdul Aziz Kalimi

عزیزملت مفتی محمد عبدالعزیز کلیمی

Tutor- Madrasah Gousiya Fasihiya Madinatul Uloom

Address: Khaltipur, Kaliachak, Malda(W.B).

خادم مدرسہ غوثیہ فصیحیہ مدینۃ العلوم

خالتی پور، کلیا چک، مالدہ مغربی بنگال

Email: azizemillat786@gmail.com

M: 9734135362

Home Address:
Vill.- Borobagan, Manikchak
Malda, West Bengal, 732207

گھر کا پتہ۔ بڑا بگان، قربانی ٹولہ، مانک چک، مالدہ

مکتبہ نعیمیہ دہلی
۴۲۳ - مٹیامحل - جامع مسجد دہلی ۶

MAKTABA NAIMIA
423, Matia Mahal, Jama Masjid
Delhi-6 Ph.: 011-23251926

Rs. 40/-